عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

شمارہ:۲۶ | ۱۳تا۲۰رشوال۱۴۳۸ھ مطابق ۸تا۱۵رجولائی ۲۰۱۷ء | جلد:۳۶

پیغمبروں کی آمد

قرآن حکیم کی بنیادی تعلیمات

انسان دوست انسانوں کی ضرورت

سوشل میڈیا میں زیربحث سوالات کا مختصر جائزہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

اولاد کی موجودگی میں بھتیجے، بھانجے وارث نہیں ہوتے

س:...... میرے تین بیٹے، ایک بیٹی اور اہلیہ میرے ورثا میں ہیں۔ اس کے علاوہ کیا بھتیجے یا بھانجے بھی ورثا کے ضمن میں آتے ہیں؟ وراثت چونکہ ہر لحاظ سے بہت مختصر ہے، لہٰذا کسی ہنگامہ خیزی کی توقع نہیں۔ مندرجہ بالا صورت حال کے پیش نظر وصیت کیسے کی جائے؟ اس طرح روشنی ڈالیں کہ مجھے سرخروئی بھی حاصل ہو اور میرے بعد عدالتوں کے چکروں سے بھی مکمل تحفظ ہو جائے۔

ج:...... واضح رہے کہ انسان زندگی میں اپنے مال اور جائیداد کا خود مالک و مختار ہوتا ہے، وہ اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے کوئی بھی اسے روکنے یا منع کرنے کا حق نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کی زندگی میں اس کی اولاد یا کسی وارث کا اس میں کوئی حق ہوتا ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اس کے مال کی تقسیم اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ہی فرمادی ہے۔ اس کے حساب سے ہر وارث کو اس کا حق مل جائے گا، اسی وجہ سے شریعت میں وارث کے لئے وصیت جائز نہیں، اگر کوئی کردے تو وہ نافذ بھی نہیں ہوتی۔ ہاں وارث کے علاوہ کسی دوسرے فرد یا افراد یا کسی کار خیر میں وصیت کرنا جائز ہے، بشرط یہ کہ وہ وصیت ایک تہائی مال کے اندر اندر ہو، اگر ایک تہائی سے زیادہ کی کردی ہو تو بھی ایک تہائی مال میں ہی نافذ ہوگی، بقیہ مال ورثا میں ان کے حصوں کے بقدر تقسیم ہوگا۔ لہٰذا آپ کا کل مال آپ کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ آٹھواں حصہ بیوہ کو، ایک حصہ بیٹی کو اور دو، دو حصے ہر ایک بیٹے کو ملیں گے یعنی آٹھ حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ بیوہ کو، ایک حصہ بیٹی کو اور دو حصے ہر ایک بیٹے کو مل جائیں گے۔ باقی اولاد کی موجودگی میں بھتیجے، بھانجے وارث نہیں ہوتے۔ اگر ان کے لئے کوئی وصیت کرنا چاہیں تو یہ آپ کی صوابدید پر ہے اور ایک تہائی مال میں سے کرسکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

طلاق کے کاغذات پر دستخط کرکے ”بے خیالی کا عذر“ ناقابل قبول ہے

س:...... میری بیوی اور میرے درمیان گھریلو تنازع تھا۔ میں نے غصے میں والد سے کہا کہ کورٹ نوٹس لے آئیں۔ والد صاحب کورٹ کا لیٹر لے کر آئے، میں بے خیالی اور ٹینشن میں تھا، میں نے مضمون کو پڑھا اور نہ ہی دیکھا اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ میں نے بے خیالی میں دستخط کردیئے، بعد میں والد صاحب نے بتایا کہ تم نے طلاق نامہ پر دستخط کئے ہیں۔ میں بہت پریشان ہوں، میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے، میں اپنی بیوی سے علیحدگی کا سوچ بھی نہیں سکتا کہ مجھے اس سے محبت ہے۔ مفتی صاحب! آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اس طلاق نامہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج:...... صورت مسئولہ میں یہ بات واضح تحریر ہے کہ سائل کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا اور اس نے خود ہی والد صاحب سے کہا کہ وہ کورٹ سے لیٹر لے آئیں اور جب اس کے والد صاحب کاغذات لے آئے تو پھر اس نے کاغذات کے ہر صفحہ پر خود ہی دستخط کئے۔ تین جگہ دستخط کئے گئے ہیں۔ اب سائل کا یہ کہنا کہ: ”میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے یا میں نے بے خیالی میں ایسا کیا ہے۔“ یہ سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔ لہٰذا منسلکہ طلاق نامہ کی رو سے (جس میں واضح طور پر تین بار طلاق کی تحریر ہے، اس سے سائل کی بیوی پر) تینوں طلاق واقع ہوگئیں اور اس کی بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ اس پر حرام ہوگئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۔ ۱۳ تا ۲۰ رشوال ۱۴۳۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵ رجولائی ۲۰۱۷ء ۔ شمارہ:۲۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	۵	مولانا اللہ وسایا
قرآن حکیم کی بنیادی تعلیمات	۸	مولانا محمد رابع حسنی ندوی
پیغمبروں کی آمد	۱۲	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
سوشل میڈیا پر زیر بحث.....	۱۴	مولانا زاہد الراشدی
احمد پور شرقیہ کا حادثہ، چند المناک پہلو	۱۷	مولانا محمد حنیف جالندھری
انسانیت دوست، انسانوں کی ضرورت	۱۸	مولانا شمس الحق ندوی
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر (۱۶)	۲۰	مولانا فضل محمد یوسف زئی
تبصرۂ کتب	۲۲	مولانا سید محمد زین العابدین
سکھ مذہب سے دین اسلام تک (۵)	۲۶	خالد محمود (سابق یوئیل کندن)

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سید شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بیمار کی عیادت اور مصائب پر صبر

حدیث قدسی ۴۴: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں شکستہ دل اور شکستہ خاطروں کے قریب ملتا ہوں۔ (غزالی)

یعنی جو مصیبت زدوں کی دل جوئی کرے وہ مجھ سے ملتا ہے۔

حدیث قدسی ۴۵: اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اہل بلا کو میرے عرش سے قریب کرو، بلا شک میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ (دیلمی) یعنی بلا اور مصیبت پر صبر کرنے والوں کو قیامت میں عرش کے قریب بلایا جائے گا۔

حدیث قدسی ۴۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہر روز بلا اور مصیبت کہتی ہے کہ: میں کن لوگوں پر متوجہ ہوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے دوستوں اور میری اطاعت کرنے والوں پر! میں تیری وجہ سے ان کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتا ہوں اور ان کے صبر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں اور تیری وجہ سے ان کے گناہ مٹانا چاہتا ہوں اور تیری وجہ سے ان کے درجے بلند کرنا چاہتا ہوں۔ اور ہر روز ''رَخَـــا'' یعنی راحت دریافت کرتی ہے کہ میں کن لوگوں پر نازل ہوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے دشمنوں اور میرے نافرمانوں پر نازل ہو! چاہتا ہوں کہ تیری وجہ سے ان کی سرکشی اور ان کے گناہ میں زیادتی ہو اور ان کی غفلت زیادہ ہو اور تیری وجہ سے میں ان کے ساتھ سزا میں جلدی کروں۔ (دیلمی) مطلب یہ ہے کہ نیک بندوں پر مصیبت اس لئے آتی ہے تاکہ ان کے درجے بلند ہوں اور ان کے گناہ معاف ہوں۔ بُروں کو اس آرام و راحت میں چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ غفلت اور سرکشی کی حالت میں ان کو پکڑ لیا جائے۔

حدیث قدسی ۴۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کسی بندۂ مسلم کو بیماری میں مبتلا کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: یہ جو اچھے عمل کیا کرتا تھا، وہ لکھتے رہو! اگر اس کو شفا ہوتی ہے تو اس کو گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے اور اگر وہ مسلمان مرجاتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (احمد)

حدیث قدسی ۴۸: حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ محبوب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ سے ارشاد فرماتا ہے: اس بندے کی حاجت کو تاخیر سے پورا کرو، بے شک میں اس کی دعا اور پکار کو پسند کرتا ہوں اور جب کوئی ایسا بندہ اللہ کو پکارتا ہے جس سے وہ ناراض ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ سے ارشاد فرماتا ہے: اس کی حاجت پوری کرنے میں جلدی کر، میں اس کی آواز سننے کو ناپسند کرتا ہوں۔ (ابن عساکر)

نماز سے متعلق استعمال ہونے والی اصطلاحات (خاص مفہوم)

مکروہ تحریمی: مکروہ تحریمی اس کام کو کہتے ہیں جس کی ممانعت دلیل ظنی (وہ دلیل جسے اُن احادیث سے ثابت کیا جائے جن کے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد صرف ایک ہو یا بہت کم ہو، اصطلاح میں ایسی حدیث کو روایت واحد بھی کہا جاتا ہے) سے ثابت ہو۔ اس کا منکر کافر نہیں، اس کام کو کرنے والا گناہگار ہوتا ہے۔

مکروہ تنزیہی: اس کام کو کہتے ہیں جس کے چھوڑنے میں ثواب ہے اور کرنے میں عذاب تو نہیں لیکن اس کا کرنا ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے ایک قسم کی بُرائی ہے۔

اذان: پنج وقتہ نمازوں کے اوقات کے اعلان کے لئے مخصوص کلمات بلند آواز سے پکارے جاتے ہیں، ان کلمات کو اذان کہتے ہیں، یہ کلمات مخصوص ہیں، ان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ ناجائز ہوگا۔ ان کلمات میں کسی بھی قسم کا اضافہ بدعت کہلائے گا۔

موذن: اذان دینے والے کو موذن کہتے ہیں۔

تکبیر: جماعت شروع ہونے سے پہلے ادا کئے جانے والے مخصوص کلمات کو تکبیر کہتے ہیں، اس کے علاوہ کے کلمات کا ادا کرنا صحیح نہیں۔ اس کو اقامت بھی کہتے ہیں۔

مکبر: تکبیر کہنے والے کو مکبر کہتے ہیں۔

نیت: دل کے ارادے کو نیت کہتے ہیں، نماز شروع کرنے سے پہلے دل کے اندر یہ ارادہ ہونا چاہئے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے۔ زبان سے کہنا بہتر ہے، ضروری نہیں۔

تکبیر تحریمہ: نماز شروع کرنے کی پہلی تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، اس کو اتنی آواز سے کہنا چاہئے کہ خود سن لے۔

قیام: تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد نماز کی حالت میں سیدھا سکون اور وقار سے کھڑے ہونے کو قیام کہتے ہیں۔

قرأت: نماز کی حالت میں قیام کے اندر مطلق قرآن پڑھنے کو قرأت کہتے ہیں۔

رکوع: کے معنی ہیں جھکنا، نماز کی حالت میں قیام میں قرأت مکمل کرنے کے بعد اتنا جھکیں کہ سر اور کمر ایک سیدھ میں آجائیں، ہتھیلیوں سے گھٹنے پکڑ لیں اور کہنیاں پسلیوں سے جدا رہیں۔ اس ہیئت کو رکوع کہتے ہیں اور یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ عورتیں اتنا جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور ان کی کہنیاں پسلیوں سے ملی رہیں۔

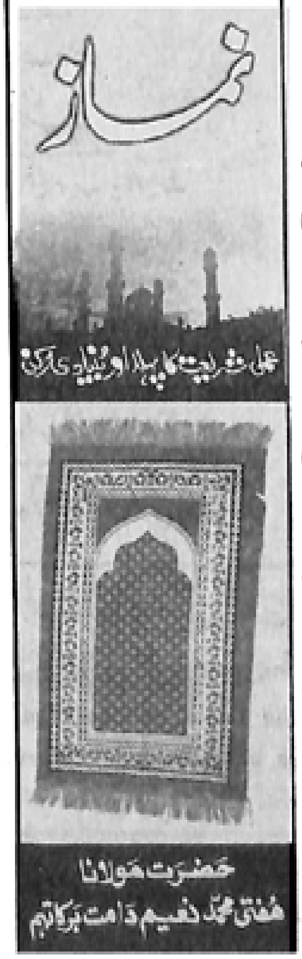

ادار یہ

مولانا اللہ وسایا

مشاہیر کے خطبات ختم نبوت..... عرض واقعی

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد!

’’مشاہیر کے خطبات ختم نبوت‘‘ کے مرتب وجامع جناب مخدوم محترم صلاح الدین صاحب بی اے ٹیکسلا ہیں۔ آپ پیر طریقت حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی مرحوم سے بیعت ہیں اور ان کے پورے قرآن مجید کے دروس کو کیسٹوں سے کاغذات پر منتقل کرنے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں۔ آپ نے ٹیکسلا میں انجمن نوجوانان اسلام کی بھی تشکیل کی اور کئی مفید رسائل ردقادیانیت پر شائع کئے۔ آپ کا شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ سے بھی جماعتی محبانہ ومخلصانہ تعلق رہا۔

فقیر راقم الحروف کی آپ سے نیازمندی کو پینتالیس سال ہوا چاہتے ہیں۔ جب آپ نے ۱۹۷۳ء کی سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کی تقاریر کو ریکارڈ کیا اور پھر ان کو ہفت روزہ ’’لولاک‘‘ فیصل آباد میں اشاعت کے لئے ارسال فرمایا۔ تب ’’لولاک‘‘ کے مدیر حضرت مولانا تاج محمود ؒ مجاہد ملت نے ان تقاریر کو شکریہ کے ساتھ بالاقساط ’’لولاک‘‘ میں شائع کیا۔

فقیر راقم غالباً جنوری ۲۰۱۷ء میں یادگار اسلاف حضرت مولانا عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم کی زیارت کے لئے ٹیکسلا حاضر ہوا۔ اس موقعہ پر اطلاع پاکر حضرت محترم صلاح الدین بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے ملاقات پر ارشاد فرمایا کہ میرے پاس تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی کامیابی سے قبل آخری جلسہ ختم نبوت کانفرنس راولپنڈی ۶، ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی اکابر کی تقاریر کی ریکارڈنگ ہے۔ قریباً نصف صدی بعد اس خزانہ کی نشاندہی کتنی خوشیوں کا باعث بنی، اس کا قارئین تصور فرمائیں تو روح بھی وجد کرنے لگ جائے۔ یہی کیفیت فقیر کی یہ خبر سن کر ہوئی۔ لیکن اگلے مرحلہ پر سخت پریشانی ہوئی جب آپ نے فرمایا کہ میری پرانی ریکارڈنگ مشین خراب ہے۔ وہ مشین جس پر یہ کیسٹ چلائے جائیں ملتی نہیں۔ اس ریکارڈنگ کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

آپ کا یہ پریشان کن بیان ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ یادگار اسلاف حضرت مولانا عبدالغفور دامت برکاتہم کی مجلس میں موجود آپ کے ایک مرید جو امریکہ میں ہوتے ہیں، نے یہ فرمایا کہ امریکہ میں یہ پرانی مشین خال خال مل جاتی ہے۔ مہنگے داموں ملتی ہے کہ پرانا ماڈل ہے۔ لیکن مل جاتی ہے۔ انٹرنیٹ سے سرچ کر کے خرید کر میں بھجوادوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا اس پیشکش پر شکر ادا کیا۔ غرض اس مجلس کے چند منٹوں میں خوشی وپریشانی کے پے در پے لمحات گزر گئے۔ کچھ عرصہ بعد مخدوم زادہ مکرم مولانا محمد زکریا نے فون پر مژدہ سنایا کہ امریکہ سے وہ مشین مل گئی ہے۔ ٹیکسلا آگئی ہے۔ جناب صلاح الدین نے اس سے تقاریر کو کاغذات پر منتقل کرنے کا عمل بھی شروع کر دیا ہے۔

لاہور میں چند دنوں بعد جناب محترم صلاح الدین کے صاحبزادہ مولانا احمد علی صاحب جو ہمارے حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی ؒ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں، سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے خوشخبری سنائی کہ اکثر تقاریر کاغذ پر منتقل ہوگئی ہیں۔ باقی پر کام جاری ہے۔ ہفتہ بعد خود جناب صلاح الدین کا فون آیا کہ ہفتہ تک کام مکمل ہو جائے گا۔ فقیر نے ان تقاریر کا مسودہ حاصل کرنے کے لئے ۱۰؍مارچ ۲۰۱۷ء جمعہ کو ٹیکسلا کا سفر کیا۔ مسودہ مل گیا۔ ایک آدھ تقریر بعد میں ڈاک سے بھی آپ نے ارسال فرمائی۔

۲۲؍اپریل ۲۰۱۷ء کو حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ اور جناب صلاح الدین مع اپنے صاحبزادہ صاحب کے دفتر مرکزیہ ملتان تشریف لائے۔ ہفت روزہ ’’لولاک‘‘ سے ۲۱ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء کی تقاریر جمع کیں۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی کتاب سے حضرت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود ؒ کی مزید چار تقاریر ختم نبوت پر مل گئیں۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیالیس تقاریر ختم نبوت میسر آگئیں۔ جن میں سے ۳۸ تقاریر پہلی بار کتابی شکل میں چھپ رہی ہیں۔ ان میں سے بعض پہلی دفعہ کیسٹوں سے منتقل ہو کر شائع ہو رہی ہیں۔ اب ان کی ترتیبی فہرست یہ ہے:

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ

۱/۱......	تقریر	ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی	۶؍ستمبر ۱۹۷۴ء
۲/۲......	تقریر	ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی	۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء

حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ

۳/۱......	تقریر	ٹیکسلا	۲۳؍مئی ۱۹۷۴ء
۴/۲......	تقریر	ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ	دسمبر ۱۹۷۴ء

مفکر اسلام مولانا مفتی محمود ؒ

۱/۵...... تقریر ختم نبوت کانفرنس لاہور ۳؍جون ۱۹۷۴ء
۲/۶...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء
۳/۷...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۲۸؍جون ۱۹۷۴ء
۴/۸...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۲۱؍جولائی ۱۹۷۴ء
۵/۹...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۴ء
۶/۱۰...... تقریر مجلس تحفظ ختم نبوت کا استقبالیہ کراچی دسمبر ۱۹۷۵ء
۷/۱۱...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۹ء

مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ

۱۲...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی ؒ

۱۳...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۲۱؍جولائی ۱۹۷۴ء

جناب نوابزادہ نصر اللہ خان ؒ

۱۴...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۲۱؍جولائی ۱۹۷۴ء

حضرت مولانا تاج محمود ؒ

۱۵...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۶؍ستمبر ۱۹۷۴ء

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی ؒ

۱۶...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

حضرت مولانا محمد اجمل خان ؒ

۱/۱۷...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۲۱؍جولائی ۱۹۷۴ء
۲/۱۸...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۶؍ستمبر ۱۹۷۴ء

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید ؒ

۱۹...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۶؍ستمبر ۱۹۷۴ء

حضرت مولانا عبدالقادر روپڑی ؒ

۲۰...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۶؍ستمبر ۱۹۷۴ء

جناب سید مظفر علی شمسی ؒ

۲۱...... تقریر ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۶؍ستمبر ۱۹۷۴ء

جناب آغا شورش کاشمیری ؒ

۲۲...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب سردار عبدالقیوم خان، آزاد کشمیر

۲۳...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

حضرت مولانا عبدالرحمن میانوی ؒ

۲۴...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب میجر محمد ایوب خان صاحب ؒ

۲۵...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب غلام احمد رضا صاحب، آزاد کشمیر

۲۶...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب بریگیڈیئر گلزار احمد صاحب

۲۷...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب حنیف رضا صاحب مرحوم، فیصل آباد

۲۸...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب عزیز انصاری صاحب مرحوم، گوجرانوالہ

۲۹...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب سردار میر عالم خان لغاری مرحوم

۳۰...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب رفیق احمد باجوہ صاحب، چونڈہ (سابق قادیانی)

۳۱...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب سید انتصار حسین شاہ صاحب

۳۲...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب احمد علی صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان

۳۳...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب آصف بھلی صاحب، سیالکوٹ

۳۴...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب رانا اشفاق احمد صاحب، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

۳۵...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب حافظ وصی احمد صاحب، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

۳۶...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب قادر بخش صاحب، فجی آئی لینڈ

۳۷...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب عبدالمتین چوہدری صاحب، ساہیوال

۳۸...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب محمد اسلم صاحب، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

۳۹...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب رب نواز چنیوٹی صاحب

۴۰...... تقریر ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ دسمبر ۱۹۷۳ء

جناب سید محمد امین گیلانی صاحب مرحوم

۱/۴۱...... نظم ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۶؍ستمبر ۱۹۷۴ء

۲/۴۲...... نظم ختم نبوت کانفرنس راجہ بازار راولپنڈی ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء

لیجئے جناب! صلاح الدین صاحب کے ہاتھوں قدرت نے ’’تحریک ختم نبوت‘‘ سے متعلق یہ تاریخی گرانقدر سرمایہ مہیا کر دیا ہے۔ اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا ان گنت بار شکر ادا کرتا ہوں۔ فالحمد للّٰہ اوّلاً و آخراً! وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین.

قرآن حکیم کی بنیادی تعلیمات

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

دنیا میں جو جو مذاہب وجود میں آئے ان میں ایک تو وہ ہیں جو خود انسانوں نے اپنی پسند وخواہش سے بنالئے او وہ ان کے خود ساختہ مذاہب ہیں۔ دوسرے وہ مذاہب ہیں جو رب العالمین کے مقرر کردہ رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ رب العالمین کی طرف سے مقرر کیے گئے اور آسمانی مذاہب کہلائے۔ قرآن مجید نے آسمانی مذاہب کو ان کے اصل اور صحیح حال پر رکھتے ہوئے ان کی پاس داری کا حکم دیا ہے اور خود ساختہ مذاہب کو انسان کا خود ساختہ اور کھلی گمراہی کا ذریعہ بتایا ہے اور ان کی گمراہی کو کفر یعنی رب العالمین کی باتوں کا انکار اور شرک یعنی اس کی خدائی میں دوسروں کی شرکت قرار دیا ہے۔

آسمانی مذاہب جو نبیوں کے ذریعہ واضح کیے گئے، ان تمام مذاہب میں اعمال وعبادات اور احکام و قوانین سے پہلے عقیدہ کی تصحیح کی گئی ہے اور اپنے زمانہ میں ہر نبی نے سب سے پہلے اللہ رب العالمین کے رب واحد اور خالق و مالک مخلوقات وکائنات ہونے اور اس کے صحیح اوصاف اور اس کی تقدیس وتنزیہہ کی تعلیم دی ہے، اس کی عبادت اور شکر گزاری کے طریقے بتائے ہیں اور اس کو انسان کی وجہ تخلیق قرار دیا ہے اور ان کی کوششوں، ان کی دعوت وتبلیغ اور ان کی جدوجہد کا سب سے بڑا اور مرکزی نقطہ یہی رہا ہے۔

ان آسمانی مذاہب کے نبیوں پر رب العالمین نے [illegible] نازل فرمائیں جن میں توحید اور اعمال صالحہ کی تلقین کی گئی، بعد میں ان مذاہب کے ماننے والوں نے مرور زمانہ اور اپنی خواہشات کے مطابق ان میں تبدیلیاں کیں اور اپنی مرضی کے مطابق ان پر عمل بدلا، جس کی تصحیح رب العالمین نے اپنے آخری نبی اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید کے ذریعہ کی اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید کی حفاظت کا خود وعدہ کیا اور مذہبی احکام میں مختلف قوموں کے لحاظ سے بعض امور میں جو ان کے لئے خاص تھے اور ان میں ضروری تبدیلی چھوڑ دی تھی، وہ اپنے آخری نبی کے ذریعہ پوری کر کے اپنے دین کے احکامات کو مکمل کر دیا اور اس طرح اسلام کو اپنے آخری نبی اور آخری آسمانی کتاب کے ذریعہ مکمل اور تاقیامت قائم رہنے والا دین حق قرار دیا۔ قرآن مجید جو ان تمام صحیفوں کا نگراں اور محافظ ہے اور خدا کی آخری اور ابدی کتاب ہے، اس بات کی گواہی کے لئے کافی ہے اور یہ موضوع بار بار اور طرز بدل بدل کر اس میں بیان کیا گیا ہے بلکہ یہی اس معجزانہ کتاب کا بنیادی موضوع ہے۔

عقیدۂ توحید:

اللہ رب العزت کی آخری کتاب قرآن مجید اپنے مشتملات میں سب سے پہلے عقائد صحیحہ کی تلقین کرتا ہے، پھر اس کائنات، اس کی مخلوقات کے خالق و مالک کا شکر ادا کرنے اور اس کے تحت عبادات اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے اور اس کے ضمن میں ہم کو اس ذات ارفع واعلیٰ کے متعلق اور اس کائنات کے مقصد تخلیق کے متعلق ضروری باتیں بتاتا ہے۔ پہلے تو وہ خود اپنی بلند واعلیٰ حیثیت اور خصوصیت کو بتا کر اپنی بتائی ہوئی باتوں کو مستند بتاتا ہے، جیسا کہ حسب ذیل آیات سے ثابت ہوتا ہے:

”سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ○ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○ آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ○“

(الحدید:۱تا۷)

ترجمہ: ”اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے، اسی کی سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی، وہی حیات دیتا ہے اور

موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے اور وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے، وہ ایسا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا، پھر تخت پر قائم ہوا، وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے، اسی کی سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف سب امور لوٹ جائیں گے، وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ دل کی باتوں کو جانتا ہے، تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، جس مال میں تم کو اس نے قائم مقام کیا ہے اس میں سے خرچ کرو، سو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں اور خرچ کریں ان کو بڑا ثواب ہوگا۔“

”وَلَئِنْ سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ○ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ○“

(لقمان:۲۵ تا ۲۸)

ترجمہ: ”اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ: اللہ تعالیٰ نے! آپ کہیے کہ الحمد للہ! بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہیں اس کے علاوہ سات سمندر اس میں اور شامل ہوجاویں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں، بے شک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے، تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا، سب کچھ دیکھتا ہے۔“

پہلی حقیقت جو قرآن مجید ہم کو بتاتا ہے کہ ساری کائنات کا بنانے والا ایک ہے اور وہ سب سے بڑا ہے، جیسا کہ آیت ذیل میں بتایا گیا ہے:

”قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○“

(الرعد:۱۶)

ترجمہ: ”آپ کہیے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ ہے! پھر آپ یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے اس کے یعنی اللہ کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں؟ آپ یہ بھی کہیے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتا ہے؟ یا یہ کہیں کہ تاریکی اور روشنی برابر ہوسکتی ہے یا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے، پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد ہے، غالب ہے۔“

”فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ○ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن فَضْلِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ○ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي

السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○" (الروم:۱۷تا۲۷)

ترجمہ: ''سوتم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تمام آسمان اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے اور بعد زوال اور ظہر کے وقت، وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے اور اسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر تھوڑے ہی دنوں بعد تم آدمی بن کر پھیلے ہوئے پھرتے ہو اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی، اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے، اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات اور دن میں، اور اس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے، اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں، اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اسی سے زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندہ کردیتا ہے، اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلاوے گا تو تم یکبارگی نکل پڑوگے اور جتنے آسمان اور زمین موجود ہیں، سب اسی کے تابع ہیں اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی شانِ اعلیٰ ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔''

پھر اس بات کو بتایا گیا ہے کہ اس سب نظام کائنات کو بنانے کے پیچھے ایک مقررہ مقصد ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○" (الذاریات:۵۶تا۵۸)

ترجمہ: ''اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں، میں ان سے مخلوق کی رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا، اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں، اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا، قوت والا، نہایت قوت والا ہے۔''

اور پھر یہ زمین جس پر ہم سب انسان بسے ہوئے ہیں اس کو اس مقصد کے مطابق عملدرآمد کے لئے انتخاب کیا گیا اور انسان کو اس مقصد کے لئے کارکردگی سپرد کی گئی اور اس کارکردگی میں سب سے اول اس کائنات اور اس کی مخلوقات کو پیدا کرنے والے مالک پر ایمان لانا ہے اور اس ایمان اور اس کا عملی اور ظاہری جو تقاضا ہے اس کو پورا کرنا ہے، اس ایمان اور اس کے عملی تقاضا کو اس کائنات کے خالق و مالک نے اپنی کتابوں کے ذریعہ جو اس نے منتخب اور وفادار انسانوں پر اتاری، بتایا اور سمجھایا ہے اور اسی کے ساتھ یہ بات ظاہر فرمادی ہے کہ کائنات کی مخلوقات کو اس کائنات کے اس عالم میں پیدا کرنے کا مقصد مخلوقات کی طرف سے اپنے خالق و مالک کی وفاداری کا جائزہ لے لے تو اس کی وفاداری اور عمل کی خوبی کے لحاظ سے اس سے بہتر عالم میں جو اس دنیا کے ختم ہونے کے بعد طویل اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہوگی جزا عنایت فرمائے اور جو اس دنیا کی زندگی میں وفاداری اور عمل کی خوبی سے خالی ہو، اس کو اس بعد میں ملنے والے عالم کی زندگی میں سزا کے انجام تک پہنچا دیا جائے تاکہ وہ اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ بھگتے کہ جب اس کائنات کے خالق و مالک نے اپنی کتابوں کے ذریعہ اور وفادار اور سمجھدار انسانوں کے ذریعہ جب خیر و شر کو واضح کردیا تو اس کے بعد وفاداری اور نافرمانی دونوں کا الگ الگ حساب اور اس کے مطابق نتیجہ سامنے آئے اور یہ مخلوق خدا اپنے کئے کے نتیجہ کے مطابق نفع یا نقصان سے دوچار ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ○" (الملک:۱تا۲)

ترجمہ: ''وہ خدا بڑا عالی شان ہے، جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہ زبردست اور بخشنے والا ہے۔''

''هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَّمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ○ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ○ رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ○ يَوْمَ

هُمْ بَارِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ○'' (المومن:۱۳تا۱۷)

ترجمہ: ''وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور وہی ہے جو آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے اور صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو خدا کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کرتا ہے، سو تم لوگ خدا کو خالص اعتقاد کرکے پکارو، گو کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے تاکہ وہ صاحب وحی لوگوں کو اجتماع کے دن یعنی قیامت کے دن سے ڈرائے جس دن سب لوگ خدا کے سامنے آموجود ہوں گے کہ ان کی بات خدا سے مخفی نہ رہے گی، آج کے روز کی کس کی حکومت ہوگی، بس اللہ کی ہی ہوگی جو یکتا اور غالب ہے، آج ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا، آج کسی پر ظلم نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

''قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○'' (الانعام:۱۶۴،۱۶۵)

ترجمہ: ''آپ فرمادیجئے کہ کیا میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں، حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا، پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا، پھر وہ تم کو جتلادیں گے جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں صاحب اختیار بنایا اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا تاکہ ظاہراً تم کو آزمائے ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں، بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بالیقین وہ بڑی مغفرت کرنے والا، بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔''

اس ذات اعلیٰ واکبر نے ہر چیز کو جو موجود ہے اس کو وجود عطا کیا ہے اور اس کا کام بھی مقرر کیا ہے اور اس کام پر نظر بھی رکھی کہ وہ اس کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں؟ ہر موجود چیز کو دیکھ کر یہی بات ثابت ہوتی ہے اور انسان جو اس زمین کی زندہ موجودات میں سب سے بڑا اور بااختیار معلوم ہوتا ہے وہ بھی اپنے پیدا کرنے والی ذات اعلیٰ واکبر کے سامنے مشین کے ایک بے اختیار پرزہ کی طرح ہے کہ اس کا چلانے والا جیسا چلائے گا ویسا چلنے پر مجبور ہے، حتیٰ کہ کھانے کا لقمہ اس کو اندر ڈالنے کے بعد وہ ہمارے اختیار میں نہیں رہتا، ہمارے پیدا کرنے والی ذات اعلیٰ واکبر نے اس کا جو نظام بنادیا اس نظام کے ماتحت ہی وہ معدہ میں جاتا ہے، آنتوں سے گزرتا ہے اور اپنا کام انجام دے کر باہر آجاتا ہے، ہم کو علم کی جو صلاحیت ملی ہے، اس کے ساتھ ہم کو صرف اتنا اختیار دیا گیا ہے کہ ہم یہ جان لیں کہ کس طرح کا لقمہ ہو اور اس کی کیا خصوصیت ہو تاکہ اس کو اندر کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اور جو اندر کا مقررہ نظام ہے اس کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر اپنا کام انجام دے اور اس کو جتنا باہر آنا ہو باہر آجائے، اسی طرح یہ انسان اپنی ساری صلاحیتوں کے باوجود اپنے ذاتی معاملہ میں بھی صرف اتنا ہی اختیار رکھتا ہے کہ اس طرح سینکڑوں لقمے اور سینکڑوں بار ہم اپنے اندر داخل کرتے ہیں اور ان کے عمل سے ہمارے جسم کے نظام کو تقویت حاصل ہوتی ہے، یہ اور ہمارے اعضا مقررہ کام انجام دیتے ہیں اور یہ نظام ہزاروں سال سے اسی طرح چل رہا ہے اور ہم اس نظام کے کسی جزء میں خلاف ورزی کرتے ہیں تو ہم پریشانی اور نقصان میں پڑ جاتے ہیں اور اس پریشانی اور نقصان کو دور کرنے کے لئے دوا وعلاج کا جو نظام اس ذات اعلیٰ واکبر کی طرف سے مقررہ ہے، اس کا سہارا لینا ہوتا ہے اس میں بھی ہم کوئی بات نظام سے ہٹ کر نہیں کرسکتے، دودھ سے ہم دودھ کا ہی فائدہ اٹھاسکتے ہیں، سنکھیا سے ہم سنکھیا کا نقصان یا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(بشکریہ پندرہ روزہ ''تعمیر حیات لکھنؤ'' ۲۵ مئی ۲۰۱۷ء)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

پیغمبروں کی آمد

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

انسان کی تخلیق کی اصلی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کے حقوقِ بندگی کی بجا آوری اور اَحکامِ اِلٰہیہ کی تعمیل ہے۔ مگر انسان کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور نامرضیات کا علم نہیں ہوسکتا جب تک خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے آگاہ نہ کیا جائے۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فلاح اور بہبود کے لئے بعثتِ انبیاء فرمائی اور انبیاء کرام علیہم السلام نے آ کر انسانوں کو کامیاب زندگی کے اُصول بتائے۔ اُنہوں نے بتایا کہ اِنسان کی اِبتداء کیا ہے اور اِنتہاء کیا ہے اور اس ابتداء اور انتہاء کے درمیان اس دنیا میں اسے کس طرح زندگی گزارنی ہے۔ ایک بندہ کی حیثیت سے اس پر خالق کے حقوق کیا ہیں اور جب ان میں کسی بات پر اِختلاف اور جھگڑا پیدا ہو تو وہ کیسے فیصلہ کریں؟

ہر پیغمبر نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی، اور اس کے عقیدہ کو درست فرما کر اس کا تعلق اپنے خالق سے جوڑا، انہیں نیک اعمال کی تعلیم دی، اور اصلاحِ معاشرے کی طرف پوری پوری توجہ فرمائی اس معاشرے میں جو برائیاں پائی جاتی تھیں ان کی نشان دہی کی اور ان سے انہیں روکا اور ان کے برے نتائج سے انہیں آگاہ کیا۔ قرآن کریم نے ایسی متعدد مثالیں بیان کی ہیں، جن میں سے یہاں صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی مثال حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم اہلِ مدین کی ہے۔ یہ قوم کفر وشرک کے علاوہ معاشرتی برائیوں میں بھی مبتلا تھی، خاص کر تجارت میں ناپ تول میں کمی کر کے لوگوں کو نقصان پہنچانا، ڈاکہ اور راہزنی کے ذریعہ معاشرے کے امن وامان کو خراب کرنا اور لوگوں کو کارِ خیر سے روکنا ان کے خاص جرائم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اعتقادی اور معاشرتی اِصلاح کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان میں بھیجا، سورۃ الاعراف میں اِرشادِ باری ہے:

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط قَدْ جَآئَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآئَ ھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(۸۵)وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَتَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَاذْکُرُوْٓا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ(۸۶)

’’ترجمہ: ’’اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، انہوں نے فرمایا: اے میری قوم، اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے کھلی دلیل آ چکی۔ لہٰذا تم پیمانہ اور تول پورا کیا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ پہنچایا کرو، اور زمین کی اصلاح ہوجانے کے بعد اس میں فساد مت پھیلاؤ، یہ باتیں تمہارے لئے بہتر ہیں بشرط یہ کہ تم کو یقین ہو اور تم ہر ایک شارعِ عام پر اس غرض سے مت بیٹھو کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لانے والے ہیں ان کو دھمکیاں دو اور ان کو اللہ کی راہ سے روکو۔‘‘

دوسری مثال حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی

التجا بارگاہِ ربّ العلیٰ

مسرور کیفی

لفظوں میں کیا بیاں ہو، وصف و کمال تیرا
ہر شے سے نمایاں حسن و جمال تیرا

حکمت کے موتیوں سے بھرپور بات تیری
جو ذات سب سے اعلیٰ، وہ ایک ذات تیری

راتوں میں رنگ تیرا، دن میں بھی تیرے جلوے
شام وسحر بھی دیکھے، اُن میں بھی تیرے جلوے

حدِّ بیاں سے باہر، دنیا کو نعمتیں دیں
جو دے سکے نہ کوئی، ہم کو وہ راحتیں دیں

ہر اہلِ علم و فن کو کیا دنگ کردیا ہے
ویرانیٔ جہاں کو، خوش رنگ کردیا ہے

ارض و سما کے مالک، ارض و سما کے والی
تیرے کرم کی باتیں، تیری طرح مثالی

ذہن رسا کچھ ایسا، ایسی زبان پاؤں
تیری ہی عظمتوں کے دن رات گیت گاؤں

شرمندۂ عمل ہوں، فریاد کررہا ہوں
ڈرتا نہیں کسی سے، تجھ سے تو ڈر رہا ہوں

دل میں عقیدتوں کے کچھ پھول پھر کھلادے
پھر سلسلہ ہمارا سرکار ﷺ سے ملادے

ہے جن میں کفر وشرک کے علاوہ غیر فطری اعمال کا ارتکاب، ڈاکہ زنی اور اپنی مجالس میں بے حیائی اور بے شرمی کے مظاہرے بھی شامل تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی اعتقادی اور معاشرتی اصلاح کے لئے حضرت لوط علیہ السلام کو بھیجا، سورۃ العنکبوت میں ارشاد باری ہے:

وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّكُمۡ لَـتَاۡتُوۡنَ الۡـفَاحِشَةَ مَا سَبَـقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ (۲۸) اَئِنَّكُمۡ لَـتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَتَقۡطَعُوۡنَ السَّبِيۡلَ. وَتَاۡتُوۡنَ فِىۡ نَادِيۡكُمُ الۡمُنۡكَرَ (۲۹)

ترجمہ: ''اور جب لوط (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا: یقیناً تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو کہ تم سے پہلے پورے عالم میں سے کسی نے بھی اس کا ارتکاب نہیں کیا، کیا تم مردوں (یعنی لڑکوں سے) خواہش پوری کرتے ہو اور راہ زنی کرتے ہو اور اپنی مجلس میں ناشائستہ اعمال کا ارتکاب کرتے ہو۔''

پھر یہ بھی قانونِ قدرت رہا ہے کہ جن قوموں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کی تعلیمات پر عمل کیا، انہیں دنیا میں عزت اور آخرت کی کامیابی نصیب ہوئی اور جنہوں نے ان کی تعلیمات کو ٹھکرایا وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہوئے اور آخرت کے عذاب کے مستحق ہوئے۔

بعثت انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی آخری کڑی خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ پر اس نعمت ہدایت کی تکمیل فرمادی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس وقت کے معاشرے میں عقیدہ کی خرابی بھی تھی اور معاشرتی برائیاں بھی موجود تھیں ان کی اس حالت کو قرآن کریم نے ضلال مبین سے تعبیر کیا ہے کہ وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عقیدے کو بھی درست فرمایا اور ان کے اعمال کی بھی اصلاح فرمائی۔ اس حقیقت کو جاننے کے لئے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ پڑھئے جو انہوں نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں پیش فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

اے بادشاہ! ہم ایک ایسی قوم تھے جو جاہلیت کے اعمال میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بے حیائی کے کام کرتے تھے، قطع رحمی میں مبتلا تھے، پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے، طاقت ور کمزور پر ظلم کرتا، ہماری یہ حالت تھی کہ اللہ نے ہماری طرف ہم میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جس کے نسب، صداقت، امانت اور عفت کو ہم جانتے تھے۔ آپؐ نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اسے ایک مانیں اور اس کی عبادت کریں اور ان پتھروں اور بتوں کی عبادت ترک کردیں جن کو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سچ بولیں، امانت ادا کریں، صلہ رحمی کریں، پڑوسی کے حقوق ادا کریں، محرمات اور قتل نفس سے بچیں۔ آپ نے ہمیں بے حیائی، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے روکا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور آپ نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزے کا حکم دیا۔

نجاشی نے اسلام کی تعلیمات اور محاسن سُن کر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور کہنے لگا کہ بخدا! اگر مجھ پر حکومت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کے جوتے اُٹھاتا اور آپ کے ہاتھ پاؤں دُھلاتا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جامع اور ہمہ گیر دین نازل فرما کر نبوت ورسالت آپ پر ختم فرمادی۔ اب ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خود دین دار بنے اور دوسروں کو بھی دین کی دعوت دے۔ ☆☆☆

حضرت مولانا پیر سیف اللہ خالد نقشبندی

گزشتہ روز ہمارے محترم اور بزرگ دوست حضرت مولانا پیر سیف اللہ خالد نقشبندی طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون! وہ لاہور کی ایک بڑی دینی درسگاہ جامعۃ المنظور الاسلامیہ کے بانی ومہتمم تھے، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے شاگردوں میں سے تھے اور شیخ العلماء حضرت مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ انہوں نے ایک عرصہ تک اسلام آباد میں حضرت مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ کی رفاقت میں دینی خدمات سرانجام دیں اور پھر لاہور چھاؤنی میں جامعۃ المنظور الاسلامیہ قائم کرکے تعلیمی ودینی محنت میں مصروف رہے۔ جرأت مند اور صاف گو دینی راہنما تھے، دینی ومسلکی تحریکات میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور ساری زندگی انہی تعلیمی وتحریکی سرگرمیوں میں گزار دی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کریں اور ان کے خاندان، رفقاء اور تلامذہ کو صبر وحوصلہ کے ساتھ ان کی حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین!

مولانا زاہد الراشدی

سوشل میڈیا میں زیر بحث

چند سوالات کا مختصر جائزہ

مولانا زاہد الراشدی

رمضان المبارک کے دوران مختلف سوالات سوشل میڈیا میں زیر بحث رہے جن میں سے بعض کے بارے میں راقم الحروف سے بھی کچھ دوستوں نے پوچھا، ان کے حوالہ سے جو گزارشات پیش کی گئیں ان کا ضروری خلاصہ نظر ثانی کے بعد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ایک مضمون میں روزہ اور حج کو انفرادی عمل کہا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حضرت سلمۃ بن الاکوعؓ اور حضرت ربیع بنت معاذؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور میں جب رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے صرف عاشورا کا روزہ فرض تھا اور رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد اس کی حیثیت نفلی روزے کی رہ گئی تھی، اپنا نمائندہ بھیج کر مدینہ منورہ کے گرد بستیوں میں اعلان کروایا تھا کہ جس نے روزہ رکھا ہے وہ روزہ مکمل کر لے اور جس نے نہیں رکھا وہ باقی دن کھائے پیئے بغیر روزہ کی کیفیت میں گزارے۔ حضرت ربیعؓ فرماتی ہیں کہ ہم عادت ڈالنے کے لئے بچوں کو بھی روزہ رکھوایا کرتی تھیں اور اگر انہیں روزہ زیادہ تنگ کرتا تو کھلونے دے کر انہیں بہلایا کرتی تھیں تاکہ وہ روزہ مکمل کر لیں۔ اس کا مطلب ہے کہ روزہ انفرادی عمل نہیں بلکہ اس حکم پر عمل درآمد کا اہتمام اور نگرانی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ بھوک کی مشقت پیش آنے پر بچوں کو روزہ تڑوایا نہیں جاتا تھا بلکہ بہلا پھسلا کر پورا کروایا جاتا تھا۔ جن بچوں پر روزہ فرض نہیں تھا ان کا روزہ مشقت کی وجہ سے نہیں تڑوایا جاتا تھا تو جن پر فرض ہے انہیں محض مشقت کے باعث روزے سے رخصت کیسے دی جا سکتی ہے؟

حج کے لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹۹ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا اور انہوں نے امیر کے طور پر حج کے سارے معاملات کی نگرانی کی تھی۔ پھر خلفائے راشدین کے دور میں خلیفہ وقت امیر حج کے طور پر حج کے سارے معاملات کی خود نگرانی کرتے تھے اور حج کے احکام و قوانین پر عمل کا اہتمام کرتے تھے۔ اس لئے فرض عبادات کو انفرادی قرار دے کر ان کی ادائیگی کے معاملات کو فرد کی صوابدید پر چھوڑ دینے کا تصور درست نہیں ہے۔ اسلام میں فرض عبادات پر عملدرآمد کی نگرانی اور اہتمام حکومت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ فطرت کیا ہے؟ اگر فطرت کا تعین خود انسانوں نے کرنا ہے تو ذہن و فکر کے تفاوت کے باعث یہ قیامت تک نہ ہو سکے گا اور ہر دور اور طبقہ کے لوگ فطرت کے اپنے خود ساختہ مفہوم پر ہی لڑتے رہیں گے۔ فطرت کا مفہوم بھی فطرت کو پیدا کرنے والے خدا اور اس کے رسول کے ارشادات کی روشنی میں ہی طے کیا جائے گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے صریح ارشادات ہیں اور دوسری طرف انسانی فکر نارسا کے نامکمل نتائج ہیں اور کچھ لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ارشادات کو انسانی فکر نارسا کے دائرے میں لانے اور اس کے تابع بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قرآن کریم نے اسی کیفیت کو یوں بیان کیا ہے:

"ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاء ھم من ربھم الھدیٰ" (النجم: ۲۳)

انسانی فکر انفرادی ہو، طبقاتی ہو یا اجتماعی کبھی بھی اپنی طے کردہ باتوں کو قطعی قرار نہیں دے سکتی جبکہ قرآن و سنت کی نصوص صریحہ قطعی ہیں اور اس فرق کو ملحوظ نہ رکھنے سے ذہنی خلفشار اور فکری انارکی جنم لیتی ہے۔

یہ بات بھی کہی جا رہی ہے کہ فقہاء کرام کی آراء سے اختلاف ہوتا آ رہا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ یہ درست ہے مگر اختلاف دلیل اور استدلال سے ہوتا ہے، نفی، طنز، تحقیر اور استہزاء کے لہجے میں کیا جانے والا اختلاف خواہ کوئی بھی کرے، علم کی بجائے جہالت کی علامت ہوتا ہے۔ چند افراد کی طرف سے امت کے جمہور فقہاء کرام سے اختلاف کے نام پر ان کی تحقیر اور طنز و استہزاء کا جو کھیل جاری ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے اور اسے محض اختلاف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ فقہاء کرام کے پورے طبقے کی نفی کر کے دین کی تعبیر و تشریح کا جو نیا ڈھانچہ تشکیل دینے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے وہ کسی طرح بھی قابل فہم اور قابل قبول نہیں ہے، ایک طرف امت کے فقہاء کرام کی عظیم جماعت ہے جو آج بھی امت مسلمہ میں غالب جمہور کی حیثیت رکھتی ہے، دوسری طرف گنتی کے چند افراد ہیں جو طنز و

استہزاء، تحقیر اور تعلّی کے لہجے میں اپنی بات ہر صورت منوانے کی ضد کر رہے ہیں، اسے صرف اختلاف کہہ کے کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟

اس کے ساتھ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اختلاف کے دائرہ کے ساتھ ساتھ اس کے درجہ کا بھی لحاظ ہوتا ہے، عدالت میں کیس پر بحث کرنے والا ایک وکیل وہ ہے جو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا جج رہا ہے اور اب ریٹائر ہو کر پریکٹس کر رہا ہے اور دوسرا وکیل ڈگری لے کر سیدھا عدالت میں آ گیا ہے۔ کوئی بھی عدالت ان دونوں وکیلوں کے دلائل اور استدلال کو ایک درجہ میں نہیں رکھے گی اور اگر سب کو ایک درجہ میں رکھا جائے تو اسپیشلائزیشن اور تجربے کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ، مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی سطح کے لوگوں سے اختلاف کے لئے علم و تفقہ اور دیانت و تقویٰ کا معیار بھی اسی مناسبت سے چاہئے ورنہ اس مباحثہ کا نتیجہ اس سے مختلف نہیں ہوگا جو سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جسٹس اور خالی ڈگری بردار وکیل کے درمیان بحث کا ہوتا ہے۔ اس لئے اس نتیجے پر جھنجھلا کر طرز تحقیر کا لہجہ تیز کر دینے کی بجائے بحث کرنے والوں کو اپنے طرز عمل پہ نظر ثانی کرنی چاہیے۔

ایک محترم کا یہ ارشاد نظر سے گزرا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خطاب کیا ہے اس لئے بندوں کو یہ خطاب خود سمجھنا چاہئے اور قرآن کریم کا براہ راست مطالعہ کرنا چاہئے۔ تعجب ہوا کہ قرآن کریم تو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ ”ویعلمھم الکتاب“ (البقرہ:۱۲۹، آل عمران:۱۶۴، الجمعۃ:۲) وہ اپنے امتیوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں اور ”لتبین للناس ما نزل الیھم“ (النحل:۴۴) آپ لوگوں کے لئے قرآن کریم کے ضروری مقامات کی وضاحت خود کرتے ہیں۔ اب صحابہ کرامؓ تو فصاحت و بلاغت کے آئیڈیل دور کے عرب ہونے کے باوجود قرآن کریم کی تعلیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے تھے اور ان کے لئے قرآن کریم کے ضروری مقامات کی وضاحت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری تھی، مگر دور صحابہ کرامؓ سے تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد پاکستان کے عجمی مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ وہ قرآن کریم کا براہ راست مطالعہ کریں، جو ان کی سمجھ میں آ جائے اسے اللہ تعالیٰ کی منشا سمجھیں اور جی چاہے تو اس پر عمل بھی کر لیں۔

خدا جانے یہ ”دانش“ کا کون سا ”برانڈ“ ہے؟

حکمت و دانش کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا منبع انسان کی عقل و فہم ہے اس لئے انسان جو کچھ سوچتا ہے وہی دانش ہے، جبکہ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ ”ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ“ (لقمان:۱۲) حضرت لقمان علیہ السلام کو حکمت ہم نے عطا کی تھی۔ اور اس کی کچھ باتوں کا قرآن کریم نے تذکرہ بھی کیا ہے کہ حکمت کا مطلب یہ ہے کہ (۱) شرک نہیں کرنا (۲) ماں باپ کی فرمانبرداری کرنا (۳) موت کا یقین اور اس کا خوف ہر وقت دل میں رکھنا (۴) نماز قائم کرنا (۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا (۶) مصائب پر صبر کرنا (۷) لوگوں کے ساتھ ترش روئی سے پیش نہیں آنا (۸) زمین پر اکڑ کر نہیں چلنا، وغیرہ ذالک۔

اسی طرح قرآن کریم نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا کہ وہ قرآن کریم کے ساتھ اپنے ساتھیوں کو حکمت کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکمت و دانش کا صحیح معیار وحی ارشادات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمائے ہیں اور جن کی تعلیم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے جبکہ قرآن و سنت کو نظر انداز کر کے سامنے لائی جانے والی باتوں کی قرآن کریم یوں تعبیر کرتا ہے کہ ”ولا تتبع اھواء ھم عما جاء ک من الحق“ (المائدہ:۴۸) آپ کے پاس جو حق آ چکا ہے اس کے مقابلہ میں لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

یہ کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہئے اور بندے کو اپنے رب کے ساتھ براہ راست تعلق قائم کرنا چاہئے جبکہ قرآن کریم اس کے برعکس بندوں کو ہی ہدایت اور حق کا معیار اور ذریعہ قرار دے رہا ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں دعا سکھائی کہ ”اھدنا الصراط المستقیم“ اور صراط مستقیم کی وضاحت اسی سورت میں کر دی کہ یہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام نازل ہوا ہے، پھر قرآن کریم میں ہی انعام یافتہ لوگوں کے چار درجات بیان کیے ہیں: (۱) انبیاء کرام علیہم السلام، (۲) صدیقین، (۳) شہداء، (۴) صالحین۔

گویا ہدایت کا معیار اور ذریعہ یہ طبقات ہیں جو بندوں پر ہی مشتمل ہیں۔ ایک جگہ فرمایا ”فبھداھم اقتدہ“ (الانعام:۹۰) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے آپ ان لوگوں کی اقتدا اور پیروی کریں۔ ایک جگہ فرمایا کہ ”ویتبع غیر سبیل المؤمنین“ (النساء:۱۱۵) جس نے مسلمانوں کا راستہ یعنی امت کا اجماعی تعامل چھوڑ دیا وہ جہنم کے راستے پر ہیں۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”واتبع سبیل من اناب الی“ (لقمان:۱۵) جو شخص میری طرف جھک گیا ہے تم اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہو۔ ان سب ارشادات میں ہدایت کا معیار اور ذریعہ ”بندوں“ کو ہی قرار دیا گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ تک رسائی اس کے نیک اور مقبول بندوں کی راہنمائی اور پیروی کے بغیر ممکن کیسے ہے؟

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے

معاملات میں لوگوں کو آسانی اور یسر مہیا کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا پڑتا تو آسان پہلو کو ترجیح دیتے تھے۔ مگر یہ بات غور طلب ہے کہ یسر اور آسانی کا مطلب اور اس کی حد کیا ہے؟ یسر کا مطلب کسی حکم سے چھٹی دے دینا نہیں، بلکہ اس حکم کو عمل کرنے والے کی وسعت وطاقت کے دائرے میں لانا ہے۔ مثلاً نماز کے بارے میں ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لو، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ لو، اگر لیٹ کر بھی حرکت نہیں کر سکتے تو اشارے سے پڑھ لو۔ یعنی جس کیفیت میں بھی پڑھ سکتے ہو اس طرح پڑھو، مگر پڑھو ضرور! ہاں اس کے بعد اگر ایسی کیفیت ہو کہ کسی صورت میں بھی نہیں پڑھ سکتے تو قضا کر سکتے ہو مگر یسر کا یہ مطلب نہیں کہ گھٹنے میں درد ہو رہا ہے اور سجدہ میں جانے اور اٹھنے میں مشقت پیش آرہی ہے تو نماز کی ہی چھٹی کرا دی جائے۔ یسر احکام شرعیہ اور انسانی استطاعت میں توازن پیدا کرنے کا نام ہے، احکام سے پیچھا چھڑانے کے لئے بہانے تلاش کرنے کا نام نہیں۔ اس کی سادہ سی مثال ہے کہ ہر پٹرول پمپ کے کنارے پر کوئی صاحب ہوائی سلنڈر لئے بیٹھے ہوتے ہیں جن سے گاڑیوں والے گاڑی کے پہیوں کی ہوا چیک کرواتے ہیں اور اس میں توازن قائم کرواتے ہیں۔ وہ شخص جس پہیے میں ہوا ضرورت سے زیادہ ہو اسے کم کر دیتا ہے لیکن جس پہیے میں ہوا ضرورت سے کم ہو اس میں مزید ہوا بھر بھی دیتا ہے تاکہ پہیوں کا توازن درست رہے اور گاڑی صحیح چلتی رہے۔ کوئی پہیہ ہوا کے زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ ٹائیٹ ہو گیا ہے اور گاڑی کو صحیح چلنے میں دشواری پیش آرہی ہے تو وہ شخص یہ کہہ کر ساری ہوا نکال نہیں دے گا کہ سارا فتور اسی ہوا کا ہے۔ ایک چھوٹی سی مثال اور بھی دیکھ لیں کہ اگر کسی شخص کی شلوار کا ازار بند زیادہ سخت باندھا گیا ہے اور اسے چلنے میں دشواری ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ گرہ کو تھوڑا ڈھیلا کر دیا جائے، یہ نہیں کہ سرے سے ازار بند کو ہی کاٹ کر سر بازار لوگوں کو تماشہ دکھایا جائے۔

امام نسائی نے ''السنن الکبریٰ'' میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خصوصیات کے باب میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب خارجیوں نے حضرت علیؓ سے بغاوت کر کے علیحدگی اختیار کر لی تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت علیؓ سے اجازت لے کر ان سے مذاکرات کے لئے تشریف لے گئے۔ خوارج کے دعوے اور موقف کی بنیاد قرآن کریم کی چند آیات کے ظاہری مفہوم پر تھی، اس لئے حضرت ابن عباسؓ نے ان سے گفتگو کے آغاز میں ایک اصولی بات کی کہ میں تمہارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ، مہاجرین وانصار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد کی طرف سے آیا ہوں'' **علیھم نزل القرآن وھم اعرف بتاویلہ منکم ولیس فیکم منھم احد** '' قرآن ان پر نازل ہوا تھا اور وہ قرآن کریم کے مفہوم اور تفسیر و تاویل کو تم سے زیادہ جانتے ہیں جبکہ تمہارے درمیان ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے خوارج کے ساتھ متنازع مسائل پر گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی نئی فکر پیش کرنے والوں کے ساتھ مسائل پر گفتگو سے قبل اصول پر بات ہونی چاہئے اور اصولی بنیادوں کو واضح ہو جانا چاہئے کیونکہ اگر قرآن وسنت کے احکام ومسائل کی تعبیر و تشریح کا معیار اور اصول ہی الگ الگ ہوں تو محض مسائل واحکام پر بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے الجھن میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

دنیا کے ہر عدالتی اور قانونی نظام میں دستور و قانون کی تشریح کا معیار اور اس پر فیصلہ کرنے کی اتھارٹی طے شدہ ہے جس سے ہٹ کر کسی کی بات نہیں سنی جاتی۔ مثلاً پاکستان میں اگر کوئی شخص کسی قانون کی تشریح کے حوالے سے سیشن کورٹ میں درخواست دائر کرے تو وہ یہ کہہ کر واپس کر دی جاتی ہے کہ یہ عدالت اس مقدمہ کو سننے کی مجاز نہیں ہے، یہ کام ہائی کورٹ کا ہے، اس لئے کہ قانون کی تشریح کرنا ہائی کورٹ کا اختیار ہے۔ اسی طرح دستور کی کسی شق کی تعبیر وتشریح کے بارے میں ہائی کورٹ میں درخواست پیش کی جائے تو وہ بھی ان ریمارکس کے ساتھ واپس ہو جاتی ہے کہ دستور کی تعبیر وتشریح کرنا سپریم کورٹ کا کام ہے، ہائی کورٹ اس کا مجاز نہیں ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کا اسٹیٹس ہائی کورٹ کا ہے، اس میں سودی نظام کے بارے میں رٹ پر یہ بحث کئی ماہ جاری رہی کہ چونکہ سودی نظام کے خاتمہ کا دستور میں تذکرہ ہے اس لئے یہ دستوری مسئلہ ہے اور اس پر فیصلہ کرنا بھی سپریم کورٹ کا کام ہے، وفاقی شرعی عدالت اس کی مجاز نہیں ہے، حالانکہ یہ کیس دوبارہ سماعت کے لئے سپریم کورٹ نے ہی وفاقی شرعی عدالت کو بھیجا ہوا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ کسی مجاز عدالت میں قانون یا دستور کی تعبیر وتشریح پر بحث کرنا اور اس پر دلائل پیش کرنا بھی ہر شخص کا کام نہیں ہے اس کے لئے ڈگری، بار کا لائسنس اور کئی سالوں کا تجربہ ضروری سمجھا جاتا ہے، اس کے بغیر کسی کو بحث میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ مگر اسلامی فقہ اور قرآن وسنت کی تعبیر و تشریح کو یار لوگوں نے ''ہائیڈ پارک کارنر'' سمجھ رکھا ہے کہ جس شخص کا جس وقت جو جی چاہے بول دے اور پھر وہ یہ شکوہ بھی کرے کہ لوگ میری بات کیوں نہیں سن رہے، میں بھی تو قرآن کریم کی ہی تشریح کر رہا ہوں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۶ جون ۲۰۱۷ء)

احمد پور شرقیہ کا حادثہ

چند المناک پہلو

مولانا محمد حنیف جالندھری

اس سال عید الفطر سے ایک دن قبل ۲۹؍رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۵؍جون ۲۰۱۷ء کو احمد پور شرقیہ جنوبی پنجاب میں آئل ٹینکر کا المناک حادثہ پیش آیا، آئل ٹینکر الٹ گیا، لوگ ٹینکر سے بہنے والے آئل کو اٹھانے لگے، کسی کے پاس بوتل، کسی کے پاس بالٹی اور کسی کے ہاتھ میں جگ تھا، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کا جائے حادثہ پر ایک ہجوم ہوگیا اور تھوڑی دیر میں آگ بھڑک اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے موقع پر ہی سو سے زیادہ قیمتی جانیں آگ میں جل کر بھسم ہوگئیں۔ اخباری رپورٹ کے مطابق ایک سو پچیس ناقابل شناخت میتوں کی اجتماعی نماز جنازہ ادا کرکے ان کی تدفین کردی گئی اور پچیس کے قریب قابل شناخت لاشیں لواحقین کے حوالے کی گئی ہیں، بہاولپور اور ملتان کے ہسپتالوں میں لائے جانے والے زخمیوں میں دو درجن سے زیادہ افراد دم توڑ گئے ہیں، مرنے والوں کی تعداد دو سو سے بڑھ گئی ہے، اس طرح یہ احمد پور شرقیہ کی تاریخ کا سب سے المناک واقعہ پیش آیا۔ اللہ جل شانہ مرنے والوں کی مغفرت فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور وطن عزیز کی حفاظت فرمائے، یہاں اس واقعہ کے چند پہلوؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے:

۱:... ایسے حادثات کے موقع پر سب سے زیادہ ذمہ داری حکومت اور ریاست کی ہوتی ہے کہ وہ جانی اور مالی نقصان کو کم سے کم کرنے کے لئے اپنے تمام اداروں کو سرکاری مشینری کے ساتھ متحرک اور فعال کرے، اس واقعے کی جو رپورٹ مرتب کرکے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں بھیجی گئی ہے، ذرائع ابلاغ کے مطابق اس میں ضلعی انتظامیہ اور پولیس کے محکمے کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے، ضلعی انتظامیہ اگر بروقت متحرک ہوجاتی اور پولیس کے نوجوان بروقت جائے حادثہ پر پہنچ جاتے تو آئل لینے کے لئے جمع ہونے والے ہجوم کو وہ بروقت منتشر بھی کرسکتے تھے بلکہ ہجوم جمع ہونے کی نوبت ہی نہ آتی اور یوں اس قدر جانی نقصان سے بچا جاسکتا تھا لیکن یہاں وہی روایتی غفلت برتی گئی، انتظامیہ اس وقت حرکت میں آئی جب حادثہ اپنی تمام حشر سامانیوں کے ساتھ بپا ہوچکا تھا، سرکاری اداروں میں اس طرح کی روایتی غفلت برتنے والوں کے خلاف مؤثر کارروائی عموماً نہیں کی جاتی، چند افسران یا اہلکاروں کو کچھ دن کے لئے معطل کردیا جاتا ہے اور واقعے کی شدت کم ہو جانے کے بعد انہیں خاموشی کے ساتھ دوبارہ بحال کر دیا جاتا ہے.... یہ ہماری ریاستی اور حکومتی پالیسیوں کی ایک المناک روش ہے، جب تک اس روش کو ہم تبدیل نہیں کریں گے، یہ روایتی غفلت ختم نہیں ہوسکے گی!

۲:... اس واقعہ میں تیل لینے کے لئے دیوانہ وار لوگوں کا آنا، ہماری قومی تربیت کا ایک افسوس ناک پہلو ہے، لوگ جس طرح آئل لینے کے لئے دوڑتے دوڑتے آنے لگے، میڈیا پر اس کی منظر کشی آچکی ہے، سوشل میڈیا پر حادثے سے پہلے اور بعد کے ان گنت ویڈیو گردش کررہے ہیں، یہ ہماری قوم کی عدم تربیت کا ایک المناک پہلو ہے جسے ساری دنیا نے دیکھا اور دیکھ رہی ہے، اس طرح کسی حادثے کے شکار ٹینکر سے بہتے ہوئے آئل کو لے جانے کے جواز اور عدم جواز سے قطع نظر، معمولی فائدے کی خاطر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے کی یہ روش قابل اصلاح ہے، اسے شعور کی کمی اور قومی تربیت کے فقدان کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں، تین سال قبل ٹھیک اسی طرح کا ایک واقعہ حیدر آباد اور کراچی کے درمیان پیش آیا تھا اور اس میں بھی ٹینکر سے نکلنے والے تیل کو لوٹتے ہوئے آگ لگنے سے کئی جانیں ضائع ہوئی تھیں..... قوم کے اندر اس طرح کے حادثات کے وقت رفاہی جذبہ، مثبت شعور اور عمدہ تربیت، صالح نظام تعلیم کو عام کرنے سے ہی ممکن ہوسکتا ہے جو درحقیقت ریاست کی اساسی ذمہ داریوں میں آتا ہے۔ علماء کرام، دانشوران قوم اور ارباب صحافت و میڈیا بھی اس میں کردار ادا کرسکتے ہیں۔

۳:... حکومت اور ریاست کی ذمہ داریوں میں سے صحت اور تعلیم دو ایسے شعبے ہیں جو پوری توجہ اور مکمل سرپرستی چاہتے ہیں اور کوئی بھی ریاست ان دو شعبوں کو ترقی دیئے بغیر کامیاب ریاست نہیں بن سکتی.... اس حادثے کے وقت بھی صحت کے شعبے میں، ریاست کی کارکردگی کوئی قابل رشک نہیں تھی، قرب و جوار میں ہسپتال ہیں تو ڈاکٹر نہیں، ڈاکٹر ہیں تو مطلوبہ طبی سہولتیں نہیں، بے شک پاکستان کے وسائل کا ایک بڑا حصہ دفاعی بجٹ میں صرف ہوتا ہے کہ وہ اس کی ضرورت ہے لیکن ان دو شعبوں کو بہرحال ہمیں مستحکم کرنا ہوگا، آگے بڑھانا ہوگا اور جدید سہولتوں اور ٹیکنالوجی سے ان کو مالا مال کرنا ہوگا۔

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

انسانیت دوست انسانوں کی ضرورت

مولانا شمس الحق ندوی

ہماری اس دنیا کی تاریخ بہت پرانی بتائی جاتی ہے جس کا ایک بڑا حصہ قیاس وگمان پر قائم ہے، اس کو مورخین نے اپنی محدود ذہنی، فکری اور علمی صلاحیت و قوت ادراک کی بنیاد پر بیان کیا ہے، لیکن تاریخ کا ایک ایسا حصہ بھی ہے جس کی مدت گو اتنی طویل نہیں جتنی لوگوں نے اپنے قیاس وگمان سے بیان کی ہے پھر بھی وہ دسیوں ہزار سال پر محیط ہے جو سینہ بہ سینہ بھی منقول ہوئی ہے اور اس کا قوموں میں چرچا بھی رہا ہے، اس تاریخ کی تصدیق اس کتاب ربانی سے بھی ہوتی ہے جو دنیا کی ساری کتابوں میں حتی کہ آسمانی کتابوں میں بھی سب سے زیادہ محفوظ بلکہ جوں کی توں موجود ہے، پورے ۱۴سو ۳۷ سال گزر جانے کے باوجود کسی ادنیٰ کی بیشی کے بغیر موجود ہے، اس کا دعویٰ اور اعتراف صرف اس کتاب پر ایمان رکھنے اور مسلمان کہلانے والے لوگ ہی نہیں کرتے بلکہ بہت سے چوٹی کے وہ اہل علم بھی اس کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں جو اسلام کے دائرہ میں داخل نہیں مگر علم و تحقیق کے میدان میں بڑی شہرت کے مالک ہیں۔

قرآن کریم نے درس عبرت کے لئے جن قوموں کے حالات کو بہت مختصر مگر حقیقت حال کو آئینہ کی طرح سے سامنے رکھ دیا ہے اور اس کو بیان کیا ہے، مورخین اور ماہرین آثار قدیمہ کی تحقیقات اور علمی دستاویزوں سے بھی تاریخ کے اس حصہ کی تصدیق ہوتی ہے ایسی کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ہم جب اس قابل یقین تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو قوموں کے عروج و زوال، انسانوں کے خود اپنے ہی ہم جنسوں کے ساتھ ظلم و زیادتی، درندگی اور قتل و غارت گری کی ایسی تصویر سامنے آتی ہے کہ عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے کہ کیا انسان اس درجہ کو پہنچ سکتا ہے کہ درندوں کو بھی شرم آئے۔

تاریخ کے ان تاریک زمانوں میں ایسے انسان بھی برابر پائے جاتے رہے ہیں جنہوں نے انسانوں کو انسانیت کا سبق پڑھانے کی پوری جدوجہد کی ہے بلکہ اس کوشش میں بڑی دشواریوں کا انہیں سامنا کرنا پڑا ہے، مگر اپنے خالق کے سامنے یہی لوگ مقبول و سرخرو شمار ہوئے ہیں، اس حقیقت کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے:

”وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝“ (العصر)

ترجمہ: ”قسم ہے عصر کی! بے شک انسان خسارہ میں ہے مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کئے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی۔“

اس آیت میں بہت صراحت کے ساتھ کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ اے غافل انسانو! اے ظالمو اور جابرو! اے اپنے خالق و مالک کو بھلا کر اس کے حکموں اور منشا کے خلاف زندگی گزارنے والو! تم تاریخ کی شہادت پر یقین لاؤ، تاریخ انسانی کو دیکھو اور سوچو کہ کس قسم کے لوگ کامیاب ہوئے ہیں اور کون سے لوگ ناکام ہوئے ہیں، تاریخ انسانی کا سفر اسی بے راہ روی کے ساتھ جاری تھا کہ انسانوں کو راہ راست پر لانے کے لئے ایک آخری آواز لگانے والے نے آواز لگائی، جس کی آواز نہ زمانہ کے ساتھ محدود تھی، نہ کسی علاقہ و ملک وخطہ کے لئے تھی، اس آواز لگانے والے کے ساتھ جاہ و منصب کے متوالوں اور خواہشات نفسانی کے غلاموں نے وہی سب کچھ روا رکھا جو اس سے قبل اس قسم کے انسانیت دوست انسانوں کے ساتھ روا رکھا گیا تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، مگر چونکہ وہ سب کے لئے آیا تھا اور ہمیشہ کے لئے آیا تھا اس لئے تمام طوفانوں اور جھکڑوں کے باوجود اس کی لائی ہوئی روشنی چمکی اور ایسی چمکی کہ آج تک اس پر کوئی داغ دھبہ نہیں پڑنے پایا، یہ وہی شخص ہے جس نے دین ابراہیمی کی دعوت دی، جس نے دین حنیفی کی صدا لگائی، جس کی زبان سے صاف صاف کہلوایا گیا:

”مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔“ (الحج:۷۸)

ترجمہ: ”دین تمہارے باپ ابراہیم کا، اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان پہلے سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول ہو بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر۔“

اس آنے والے نے انسانوں کو وہ دستور حیات عطا کیا جس میں انسانوں کی فلاح و بہبود، سکون وچین،

پیار ومحبت، حیا وشرم، رحم وکرم کا راز پوشیدہ ہے۔

اس نے عورتوں کو عزت، غلاموں کو آزادی اور غریبوں کو بشارت دی اور سب کے لئے ایک ایمان اور عمل صالح کو ہر قسم کی ترقیوں اور سعادتوں کا زینہ بتایا اور بتایا کہ انسانی سعادت کی شاہراہ غاروں، خلوتوں اور پہاڑوں سے ہو کر نہیں گزری ہے بلکہ شہروں، بازاروں، مجمعوں اور انسانی بھیڑ بھاڑ کے اندر سے گزری ہے۔ حق کی نصرت، انسانوں کی بھلائی، یتیموں کی سرپرستی، غریبوں کی امداد، گرتوں کی دستگیری، مظلوموں کی فریادرسی اور غلاموں کی آزادی ہی نیکیوں کی جڑیں ہیں اور اس راہ میں ہر قسم کی جدوجہد، زحمت کشی، محنت اور ایثار وقربانی اصلی نفس کشی وریاضت ہے۔

اس نے اپنے ماننے والوں کو خالق کائنات کے ایک آستانہ قدس کے سوا دنیاوی قوت کے ہر آستانہ سے بے نیاز کردیا، خدائے قادر کی قدرت کے سوا ہر قدرت سے وہ بے نیاز اور ہر قوت سے وہ بے پروا ہوگئے، انہوں نے اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات کے سانچہ میں ڈھال کر، ظالموں اور جابروں کے ہاتھ پکڑ لئے۔ وہ یہ اس لئے کرسکے کہ انہوں نے دنیا کے سارے جھمیلوں کے ساتھ ہر رشتہ محبت کو توڑ کر صرف خدا سے اپنا رشتہ جوڑا تھا، ان کے ہر عمل کی غایت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی تھی تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے خوش ہوا اور اپنی خوشنودی کا ہر خزانہ ان کے لئے کھول دیا۔ قرآن مجید نے اللہ والوں کی جماعت پیدا کی جو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کرتی اور چھوڑتی تھی، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے لیتی اور دیتی تھی اور اسی کے لئے جیتی اور مرتی تھی۔

چنانچہ تاریخ نے اس قسم کے لوگوں کے دور کو بھی ریکارڈ کیا ہے کہ جب قرآنی تعلیمات پر عمل ہوا اور اس کا چلن رہا تو دنیائے انسانیت کو کیسا سکون و چین نصیب ہوا! انہوں نے اپنے بعد آنے والوں کے لئے انسانیت کی فلاح وبہبود کا وہ نقش چھوڑا جو اب بھی انسانیت کی فلاح وبہبود کی راہ دکھاتا ہے۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جب اس ربانی ہدایت ومحمدی تعلیمات کو ماننے والوں نے بھی جاہ ومنصب، ہوا وہوس، عیش وطرب کے نشے میں ربانی تعلیمات کو بھلایا تو ان میں سے بھی ایسے لوگ تاریخ کے پردے پر آئے، جنہوں نے ظلم وجور کا بازار گرم کیا جیسا کہ ہم اس وقت بھی دیکھ رہے ہیں۔ یہ اسلام کا نقص نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کو چھوڑنے کا نتیجہ ہے، رہے وہ لوگ جو سرے سے اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ تو برابر اسی ظلم وجور کو دہراتے رہے ہیں، جس کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور ان ظالموں کے برے انجام کو سامنے رکھ کر انسانیت کی راہ پر چلنے کی دعوت دی ہے۔ موجودہ عہد میں جو علوم وفنون کی ترقی کا دور ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تاریخ کی اس گواہی سے سبق حاصل کیا جاتا، جس کو قرآن کریم نے انسانوں کو ہوشیار ومتنبہ کرنے کے لئے بیان کیا ہے مگر ہو اس کا الٹا رہا ہے، مجرم وظالم وہی لوگ گردانے جارہے ہیں جو اس حیات کو اپنانے کی دعوت دیتے ہیں جس میں انسانوں کی فلاح وبہبود کا راز پوشیدہ ہے۔

قرآن کریم نے ظالموں اور جابروں کے جس برے انجام کی تصویر کشی کی ہے بعد کے عہد میں بھی ہم نے ان ظالموں کے انجام کو دیکھا ہے کہ کتنے ہٹلر، نپولین لاکھوں انسانوں کے خون کا بوجھ اپنی گردن میں لے کر گئے اور ملک کے ملک کو تہہ وبالا کردیا، ان کو تھوڑی ڈھیل دی گئی تھی لیکن چھوڑا نہیں گیا اور آج تو ہمارے سامنے یہ مناظر جلد جلد سامنے آرہے ہیں، مہلت وڈھیل کی مدت بھی جلد جلد ختم ہورہی ہے۔ آج ایک شخص اقتدار وحکومت کی کرسی پر آتا ہے، ظلم کے بازار گرم کرتا ہے، تھوڑا سا وقفہ نہیں گزرتا کہ وہ عبرت کا سامان بن جاتا ہے۔

ہم بروں کا انجام دیکھتے ہیں اور بار بار دیکھتے ہیں لیکن ہم پر جاہ ومنصب، مال ودولت کی حرص کا ایسا جنون سوار ہوتا ہے کہ اس پر غور ہی نہیں کرتے حالانکہ انسانی بھلائی اور انسانیت کی فلاح اسی میں پوشیدہ ہے۔

ہم اپنے ہی ہاتھوں بڑے بڑوں کو کفن پہناتے ہیں اور دفن کرتے ہیں مگر اپنے بارے میں مطمئن رہتے ہیں کہ جیسا چاہیں رہیں، جتنا بس چل سکے مال ودولت جمع کرلیں۔ داد عیش دے لیں، ہم کو مرنا نہیں، نہ ہم پر مظلوموں کی آہ وبکا کا کوئی اثر پڑنے والا ہے، ہم آن کی آن میں زلزلہ کے ایک جھٹکے سے شہر کے شہر ویران وبرباد ہوتے دیکھتے ہیں، مگر مطمئن رہتے ہیں، بڑے بڑے لوگوں کو کسی مہلک مرض، ایکسیڈنٹ یا حریفوں اور حاسدوں کی گولیوں سے چھلنی ہوکر ختم ہوجانے اور کبھی کبھی بم کے دھماکوں سے جسموں کے چیتھڑے اڑ جانے کے مناظر دیکھتے ہیں، پڑھتے یا سنتے ہیں مگر اپنے بارے میں مطمئن اور اپنی بے جا روش پر قائم رہتے ہیں۔ جبکہ تاریخ میں ہمیں ایسے انسانیت دوست، رعیت پر مہربان، مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک اور مدد اعانت کی بے شمار مثالیں بھی ملتی ہیں، جن کو محبت وعقیدت سے یاد کیا جاتا ہے اور جن کے انتقال پر ہزاروں انسانوں کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کی فکر وخدمت کرنے والا ایک انسانیت دوست اور انسانوں سے پیار کرنے والا انسان چلا گیا، تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں کو انہیں انسانیت دوست لوگوں کو اپنے لئے نمونہ بنانا چاہئے، اگر ایسا کیا جائے اور تاریخی شہادتوں سے سبق لیا جائے تو ہمارے بگڑے ہوئے ماحول میں بہت کچھ سدھار پیدا ہوسکتا ہے۔

(بشکریہ سہ روزہ ”تعمیر حیات لکھنؤ“ ۱۰؍اپریل ۲۰۱۷ء)

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنالیا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بناپر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام "معتمد اور غیر معتمد تفاسیر" رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادۂ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ "ختم نبوت" میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۱۶) حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

حمید الدین فراہی صاحب کے شذوذ کا ذکر

اب میں حمید الدین فراہی صاحب کے نوادرات اور شذوذ کو مسلمانوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تاکہ دنیا کو معلوم ہوجائے کہ حضرت فراہی صاحب نے جو عام مفسرین کے طرز تفسیر کو فرسودہ قرار دیا ہے تو خود انہوں نے اپنی تفسیر میں کیا گل کھلائے ہیں؟ چودہ سورتوں پر مشتمل اس تفسیر کو میں حرفاً حرفاً نہیں پڑھ سکا، اس میں جادۂ حق سے ہٹ کر بہت کچھ لکھا ہوگا، مگر ان سورتوں کی تفسیر میں فراہی صاحب نے جو موٹی موٹی غلطیاں کی ہیں اور عام مفسرین سے بالکل الگ راستہ اختیار کیا ہے اور صحیح احادیث ومستند تاریخ سے راہ فرار اختیار کیا ہے میں اس کو قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں ان کی پوری عبارت نقل نہیں کرسکتا ہوں، البتہ غلطی کی نشاندہی کرکے مقصودی عبارات اور صفحات کا حوالہ نقل کروں گا" وباللہ التوفیق!"

سورۃ الذاریات کی تفسیر میں موٹی موٹی غلطیاں

(۱) مولانا فراہی صاحب نے سورۃ الذاریات کی ابتدائی آیات کی مناسبت سے ہواؤں کو مدنظر رکھا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ نظم قرآن کے پیش نظر آئندہ واقعات کو ہواؤں کے ساتھ جوڑ دیں۔ اس جوڑ نے میں فراہی صاحب نے بڑی غلطیاں کی ہیں، چنانچہ اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۶۰ پر اس نے ایک موٹی سرخی لگائی ہے، جو یہ ہے:

"قوم لوط کی ہلاکت غبار انگیز ہوا کے ذریعہ سے ہوئی۔"

اس سرخی اور اس عنوان کی وضاحت علامہ فراہی اس طرح کرتے ہیں: قوم لوط پر اللہ تعالیٰ نے غبار انگیز ہوا بھیجی جو سخت ہوکر بالآخر حاصب کنکر پتھر برسانے والی تند ہوا بن گئی، اس سے اول تو ان کے اوپر کنکروں اور پتھروں کی بارش ہوئی پھر اس نے اس قدر شدت اختیار کرلی کہ اس کے زور سے ان کے مکانات بھی الٹ گئے۔ (تفسیر نظام القرآن، ص:۱۶۰)

اس کے بعد فراہی صاحب نے مزید لکھا: کیونکہ ان کی (قوم لوط کی) تباہی تند ہوا سے ہوئی تھی جس نے ریت اور سنگ ریزوں سے ان کو ڈھانپ دیا اور اس ریت اور سنگ ریزوں کی اتنی مقدار ان کے اوپر لا ڈالی کہ ان کے نیچے ان کی بستیاں بھی ڈھک گئیں۔ (تفسیر نظام القرآن، ص:۱۶۱)

تبصرہ:

اس تفسیر اور اس نقشہ پیش کرنے میں مولانا فراہی نے قرآن کی کئی آیات سے اور کئی احادیث سے انحراف کیا ہے اور تمام مفسرین سے الگ ایک نیا راستہ اختیار کیا ہے۔ پتھر ہوا سے کہاں پیدا ہوگئے تھے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں پہلے سے باقاعدہ بنائے گئے تھے، جن پر نشانات لگے ہوئے تھے۔ قرآن کریم کی آیت ہے ﴿لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ . مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ﴾ (الذاریات:۳۳،۳۴) سوال یہ ہے کہ یہ عجیب وغریب تفسیر کس نے کی ہے؟ کیا احادیث سے یہ تفسیر ثابت ہے یا صحابہ نے یہ تفسیر کی ہے یا تابعین میں سے کسی نے یہ تفسیر کی ہے یا صرف فراہی صاحب کا اختراع ہے؟

(۲) مولانا فراہی نے اپنی تفسیر میں سورۃ الذاریات کی آیت: ۴۰ میں فرعون کی تباہی کا ذکر کیا ہے اور یہ سرخی اور عنوان لگایا ہے:

"فرعون اور اس کی قوم کی تباہی پُروا ہوا سے ہوئی۔"

اس عنوان کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ فراہی لکھتے ہیں کہ: "یہ پُوربی آندھی رات بھر چلتی رہی اور صبح کو تھم گئی، ہوا کے زور نے سمندر کا پانی مغرب کی طرف خلیج سویز میں ڈال دیا اور مشرقی خلیج خلیج عقبہ کو بالکل خشک چھوڑ دیا، پھر جب آندھی تھم گئی تو پانی اپنی جگہ پر پھیل گیا اور موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کرنے والی جماعت غرق ہوگئی۔ خلاصہ اس

ساری تفصیل کا یہ نکلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تند ہوا کے ذریعہ سے نجات بخشی اور فرعون اور اس کی فوجوں کو نرم ہوا کے ذریعہ سے ہلاک کر دیا۔(تفسیر نظام القرآن ص:۱۹۳)

تبصرہ:

یہاں کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر دیکھنے پڑھنے والا دیکھ سکتا ہے کہ علامہ فراہی نے بات کہاں سے کہاں تک پہنچادی؟ پورے قرآن میں فرعون کی غرقابی کا ذکر پانی کے ذریعہ سے بیان کیا گیا ہے اور صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر لاٹھی ماری جس سے پانی پہاڑوں کی طرح تھم کر کھڑا ہو گیا اور درمیان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ گزر گئے۔

قرآن کی آیت ملاحظہ ہو:

”فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ۔“ (الشعراء:۶۳)

ترجمہ:”پھر ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ مار اپنے عصا سے دریا کو، پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ۔“ (ترجمہ شیخ الہند)

اس میں ہواؤں کا ذکر کہاں ہے، علامہ فراہی صاحب نے اس نئی تفسیر کے ذریعہ قرآن کی کئی آیات کی تصریحات سے انحراف کیا اور دسیوں احادیث کا انکار کر دیا اور بعینہ وہی نظریہ پیش کر دیا ہے جو سرسید احمد خان نے معجزات کے انکار کے سلسلہ میں پیش کیا ہے۔ سرسید نے کہا کہ فرعون کی غرقابی سمندر میں مدو جزر کی وجہ سے ہوئی تھی۔ علامہ فراہی نے شاید تورات سے یہ نظریہ اخذ کیا ہوگا! منسوخ ومشکوک کتابوں سے استفادہ کرنے کا حشر ایسا ہی ہوتا ہے۔ قارئین! دیکھیں اور مجھے معذور سمجھیں کہ میں علامہ فراہی کو امام معصوم کہہ دوں یا کچھ اور کہہ دوں یا کیا لکھ دوں؟ قوم نوح کی ہلاکت کے لئے فراہی صاحب نے یہ عنوان باندھا ہے:

”قوم نوح کی تباہی تند ہوا کے ذریعہ سے واقع ہوئی۔“

اس عنوان کی وضاحت میں علامہ فراہی لکھتے ہیں: نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی سے متعلق اس سورت میں کوئی تفصیل بیان نہیں ہوئی ہے، صرف اتنی بات اجمالاً کہی گئی ہے کہ جس طرح دوسری قوموں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب میں پکڑا اسی طرح نوح علیہ السلام کی قوم کو بھی پکڑا، لیکن قرآن اور تورات میں ان کی تباہی سے متعلق جو تفصیلات بیان ہوئی ہیں ان پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی تباہی میں بھی اصل دخل ہوا کے تصرفات ہی کو رہا ہے۔ اس میں طوفان کا لفظ خاص طور پر لائق غور ہے! طوفان کے لغوی معنی دوران یعنی گردش کرنے اور چکر کھانے کے ہیں۔ عام استعمال میں اہل عرب اس سے تند ہوا مراد لیتے ہیں جو تیزی سے چکر کھاتی اٹھتی ہے۔

(تفسیر نظام القرآن ص:۱۹۶)

تبصرہ:

علامہ فراہی نے قوم نوح کے عذاب کی نوعیت میں قرآن عظیم کی دسیوں آیات کو نظر انداز کیا اور کئی احادیث کا انکار کیا اور قوموں کی تاریخ، مفسرین کی تصریحات اور اجماعی عقیدہ کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ قوموں میں عاد پر ہوا کا عذاب آیا تھا، اس میں واضح طور پر ہوا کا ذکر قرآن عظیم میں جا بجا موجود ہے۔ اگر قوم نوح پر ہوا کا عذاب آیا تھا تو کم از کم قرآن عظیم میں کسی ایک جگہ اس کا ذکر تو ہوتا، جب کوئی ذکر نہ ملا تو فراہی صاحب نے طوفان کے لغوی معنی بیان کرنے شروع کر دیئے اور جاہلیت کے اشعار کے طومار کھول دیئے اصل میں سورۃ الذاریات کی ابتدا میں ”وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا“ میں ہواؤں کا ذکر آگیا ہے، فراہی صاحب چونکہ قرآن کے نظم کو مد نظر رکھتے ہیں اور ربط کی کوشش کرتے ہیں، اس لیے جن قوموں کے عذاب اور تباہی کا ذکر سورۃ الذاریات میں آیا ہے، ان کے عذاب کو ہواؤں کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ربط اور نظم کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص قرآن کے نقشہ کو مسخ کرنا شروع کر دے اور حقائق کو چھوڑ کر غیر ثابت شدہ خیالی حقائق کو مسلط کرنے کی ناپاک جسارت کرے۔ میرے خیال میں فراہی صاحب اور ان کا گروہ نظم قرآن پر جو زور لگا رہے ہیں، یہ کوئی منصوصی حکم نہیں ہے۔ یہ تو ایک انسان اور قرآن کے مفسر کے ذہنی نکات ہیں، اچھے ہیں تو بہت اچھی بات ہے، ورنہ یہ کسی قرآن وحدیث سے ثابت شدہ واجب الاتباع حکم نہیں ہے۔ میں نے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دو دفعہ تفسیر قرآن پڑھی ہے، اور سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک تمام سورتوں اور آیات کا ربط سیکھا ہے، لیکن یہ ایسی چیز تو نہیں ہے کہ اگر کہیں نظر نہ آئی تو ہم قرآن میں یا واقعات واحکامات میں ہیر پھیر اور نسخ ومسخ شروع کر دیں۔ علامہ فراہی نے پوری سورۃ الذاریات کی اٹھتر صفحات پر مشتمل تفسیر میں ایک جگہ بھی کسی حدیث کو تفسیر میں پیش نہیں کیا، نہ کسی حدیث کا نام لیا، بس نظم قرآن کے پیچھے لگے ہیں اور اس میں قرآن عظیم میں ناشائستہ کھینچا تانی کرتے چلے گئے ہیں۔ میں پھر صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ قرآن میں ربط کوئی منصوص چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ربط پیدا کرتا ہے تو بہت اچھا لیکن اس سے کسی حکم میں تغیر نہیں آنا چاہیے۔

(جاری ہے)

تبصرۂ کتب

نوٹ: تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخوں کا موصول ہونا ضروری ہے۔ (ادارہ)

نقد ونظر

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ۔ صفحات: ۴۷۲۔ ناشر: مکتبہ ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

''تبصرۂ کتب'' ہر علمی مجلّہ کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔ جب سے برصغیر پاک وہند میں اردو صحافت اور رسائل و جرائد کا اجرا ہوا تب سے یہ کالم بھی ہر جریدہ کا لازمی حصہ رہا، (چند ایک رسائل و جرائد اس سے مستثنیٰ بھی رہے ہوں گے)۔ اس کالم کا مقصد بھی دراصل فروغ علم ہی ہے کہ نئی شائع ہونے والی کتب کا تعارف قارئین کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ تازہ مطبوعات سے شناسائی ہو اور کتاب سے تعلق میں اضافہ ہو۔

جس طرح لکھنے والوں کی تحریروں کا انداز الگ ہوتا ہے اسی طرح ہر تبصرہ نگار کے تبصرہ کا انداز بھی مختلف ہوتا ہے اور یہ انداز زیادہ تر اُس مجلّہ کی مجموعی پالیسی پر انحصار کرتا ہے۔ اُردو تبصرہ نگاری کے انداز کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے، پہلی قسم اُن تبصرہ نگاروں کی ہے جن کا قلم قرآن وسنت کے دائرہ میں بند رہنا پسند نہیں کرتا، چناں چہ وہ تبصرہ نگاری میں علم وادب کے جلوے بکھیرتے ہوئے اس چیز کا خیال نہیں رکھتے کہ ان کے قلم کے نشتر سے مسلمات شریعت پر زد پڑ رہی ہے اور ایک مسلمان کے لئے شریعت نے جو دائرہ اور حدود مقرر کئے ہیں وہ اس سے تجاوز کر کے ممنوعات، منہیات اور محرمات میں قدم رکھ رہے ہیں۔ دوسری قسم اُن تبصرہ نگاروں کی ہے جن کے نزدیک دین اور مذہب اوّل درجہ میں ہے، باقی سب کچھ درجہ دوم میں ہے۔ یہ تبصرہ لکھتے ہیں تو تبصرہ لکھنے کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حدود شرعیہ کی پاس داری کا بھی خیال رکھتے ہیں، اُن کو اللہ نے علم وادب کی دولت وصلاحیت بھی دی ہے لیکن وہ صلاحیت شریعت کے دائرہ سے باہر نہیں نکلتی۔ ماضی میں پاک وہند کے جو تبصرہ نگار معروف ہوئے ان میں اس دوسری قسم کے لوگوں میں سے ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ کے مدیران علامہ سیّد سلیمان ندویؒ اور مولانا معین اللہ ندویؒ قابل ذکر ہیں، ماہنامہ ''برہان'' کے مدیر مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ کے تبصرے بھی علم وادب سے مزین رہے، ماہنامہ ''دارالعلوم دیوبند'' کے سابق مدیر مولانا سیّد محمد ازہر شاہ قیصرؒ کے تبصرے بھی اپنے اچھوتے قلم کی وجہ سے دلچسپی سے پڑھے جاتے رہے، ماہنامہ ''بینات'' کے سابق مدیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے تبصرے تو آج تک سدا بہار ہیں۔ ماہنامہ ''البلاغ'' کے سابق مدیر حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا مفکرانہ قلم کتابوں کے تجزیہ پر ایک اعلیٰ روایت کا حامل رہا ان کے تبصروں کا مجموعہ ''تبصرے'' کے نام سے شائع ہوچکا ہے، ماہنامہ ''القاسم'' کے مدیر مولانا عبدالقیوم حقانی بھی بہت محنت سے تبصرے لکھتے ہیں، ان کے تبصروں کا مجموعہ ''حقانی تبصرے'' کے نام سے چھپ چکا ہے، ماہنامہ ''الفاروق'' کے سابق تبصرہ نگار جناب مولانا ابن الحسن عباسی اپنے رواں قلم سے ایک زمانہ تک ''الفاروق'' میں تبصرہ لکھتے رہے، ان کے تبصروں کا مجموعہ ''کتب نما'' کے نام سے شائع ہوا جو واقعتاً بہت دلچسپ ہے اور پڑھے جانے کے لائق ہے۔ اسی طرح روزنامہ ''اسلام'' کے سابق تبصرہ نگار مولانا محمد احمد حافظ اور ہفت روزہ ''اخبار المدارس'' کے موجودہ تبصرہ نگار مولانا محمد جہان یعقوب بھی محنت سے بہت اچھے تبصرے لکھتے ہیں۔

یہ ایک اجمالی تذکرہ ان تبصرہ نگاروں کا ہے کہ علم وادب کے ساتھ ساتھ جن کی تحریروں کا اصل امتیاز ''دین وشریعت کی روح'' ہے۔ یہ حضرات جب بھی کسی کتاب پر تبصرہ کرتے رہے ان لوگوں نے اس بات کو مقدم رکھا کہ جس کتاب پر تبصرہ کیا جارہا ہے اس میں قرآن وسنت سے متصادم کوئی جملہ تو نہیں ہے اگر ہے تو تنقید کی اصل وجہ یہی جملہ ہے اور پھر تنقید میں بھی شریعت کے اصولوں کی پاس داری رہی اور خود ان کی اپنی تحریریں بھی اعتدال وسلامت روی کے ساتھ عمدگی وسلاست کا نمونہ رہیں۔

ان تبصرہ نگاروں میں ایک نمایاں نام ''حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ'' کا بھی ہے، جن کے تبصروں کے مجموعہ ''نقد ونظر'' کے تعارف کے لئے یہ تحریر لکھی جارہی ہے۔ مولانا جلال پوری رحمہ اللہ جون ۲۰۰۰ء میں ماہنامہ بینات کے مدیر مقرر کئے گئے تھے اور مارچ ۲۰۱۰ء تک مدیر رہے، اس عرصہ میں آپ نے سینکڑوں نئی کتب پر تبصرے لکھے، آپ کا تبصرہ لکھنے کا انداز یہ تھا کہ جس موضوع پر کتاب ہوتی، اُس موضوع کے حوالہ سے ابتدا میں ایک مختصر تمہید باندھتے، گو یہ تمہید کبھی کچھ طویل بھی ہوجاتی لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس میں پڑھنے والوں کے لئے دلچسپی کا بڑا سامان ہوتا، پھر کتاب کا مختصر تعارف لکھتے، کوئی قابل تنقید بات ہوتی تو بہت ہی شائستگی کے ساتھ لکھ ڈالتے، کہ مصنف کو برا بھی محسوس نہ ہو اور غلطی کی نشان دہی بھی ہوجائے، لیکن اگر کوئی ایسی صریح غلطی نظر آتی جس سے عوام میں گمراہی پھیلنے کا خدشہ ہوتا یا کسی تجدد پسند مصنف کی کتاب تبصرہ کے لئے آجاتی تو مولانا کا قلم تیغ براں بن جاتا اور دل میں جو دین کا درد وغم تھا وہ قلم سے جھلکنے لگتا، اور اعتدال وسلامت روی کے ساتھ آپؒ اس کی خلاف شریعت باتوں پر بھرپور انداز سے تنقید کرتے۔ بلاشبہ آپ کے تبصرے بھی

دلچسپی سے پڑھے گئے، آپ نے مجموعی طور پر تقریباً ۳۳۵ کتابوں پر پُرمغز اور جان دار تبصرے لکھے، زیر نظر کتاب میں ان تمام تبصروں کو موضوع وار جمع کیا گیا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

قرآن کریم اور علومِ قرآنیہ سے متعلق: ۳۵ کتب، حدیث اور متعلقاتِ حدیث: ۳۶ کتب، عقائد: ۱۶ کتب، فقہ وفتاویٰ، مسائل واحکام: ۱۷ کتب، تصوف، سلوک و احسان: ۱۷ کتب، سیرت انبیائے عظام وصحابہ کرامؓ: ۱۸ کتب، تذکرہ وسوانح، حالات و واقعات: ۶۴ کتب، تاریخ: ۱۲ کتب، وظائف و دعاؤں سے متعلق کتب: ۱۱، مقالات و مضامین، مکتوبات و ادبیات: ۲۰ کتب، مواعظ و ملفوظات، خطبات: ۲۱ کتب، اِصلاحی کتب: ۳۲، رسائل و جرائد: ۷، رسائل و جرائد کی خصوصی اشاعتیں: ۲۰، نصابی کتب: ۱۶، رَدِّ فرقِ باطلہ: ۳۸ کتب۔

تبصرہ نگاری کے لئے دیانت دارانہ طریقہ یہی ہے کہ اس کا مکمل مطالعہ کرنے کے بعد کچھ لکھا جائے، مولانا رحمہ اللہ کی یہ کتاب پڑھنے کے بعد کچھ ایسا ہی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کتاب کو اس حد تک دیکھتے ہوں گے کہ بصیرت کے ساتھ اس پر کوئی رائے قائم ہوجائے، پھر اس پر تبصرہ کیا جائے، چناں چہ زیر نظر کتاب میں درج تبصروں سے یہ بات واضح ہے۔

بلاشبہ یہ کتاب بھی علمی اور ادبی لٹریچر میں ایک اہم اضافہ ہے، اہل ذوق اور علم وکتاب سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ایک دلچسپی کی چیز ہے اور نئے لکھنے والوں کو اس کتاب سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل سکتا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت مولانا محمد اعجاز مصطفی زیدمجدہٗ کی مساعی سے عمل میں آئی، اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، آمین!

آپ کے مسائل اور اُن کا حل (تین جلدیں)

رشحاتِ قلم: حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ۔ ترتیب وتہذیب: مولانا محمد اعجاز مصطفی مدظلہٗ۔ صفحات جلد اوّل: ۴۷۲۔ جلد دوم: ۴۷۴۔ جلد سوم: ۵۱۷۔ ناشر: مکتبہ ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

مئی ۱۹۷۸ء میں روزنامہ جنگ کے بانی ایڈیٹر جناب میر خلیل الرحمن صاحب نے روزنامہ جنگ میں ''اِقرأ'' کے نام سے ہفتہ وار اِسلامی صفحہ شروع کرایا، جس میں مختلف دینی مضامین کے علاوہ مسلمانوں کی باقاعدہ شرعی وفقہی رہنمائی کے لئے ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کے عنوان سے ایک فقہی کالم بھی شروع کیا، اور اس کے لئے ''جامعہ علوم اِسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن'' کے استاذ الحدیث اور ماہنامہ ''بینات'' کے مدیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا اِنتخاب عمل میں آیا، اس فقہی کالم کا باقاعدہ آغاز ۳۰ر جون ۱۹۷۸ء سے ہوا اور ریکارڈ کے مطابق اِس سلسلہ کی بدولت آپ رحمہ اللہ نے ہزاروں مسائل کے تحریری جوابات دیئے۔

۱۳ر صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ر مئی ۲۰۰۰ء کو آپ کی شہادت ہوئی، لیکن آپ کے لکھے جوابات موجود تھے جو ۱۲ر جنوری ۲۰۰۱ء تک شائع ہوئے۔ اس کے بعد اس فقہی کالم کو چلانے کے لئے ''جامعہ علوم اِسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن'' کے شیخ الحدیث اور شعبہ تخصص فی الفقہ کے مشرف حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہید نور اللہ مرقدہٗ کا نام سامنے آیا، چنانچہ ۱۹ر جنوری ۲۰۰۱ء سے ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' حضرت شامزئی شہید رحمہ اللہ کے قلم سے شروع ہوا۔ لیکن صرف ساڑھے تین سال ہی گزرے تھے کہ ۱۰ر ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۳۰ر مئی ۲۰۰۴ء کو مفتی شامزئی صاحبؒ بھی شہادت کی خونی ردا اوڑھے عقبیٰ کے سفر کو چلے گئے۔ ۹ر جولائی ۲۰۰۴ء تک مفتی شامزئی رحمہ اللہ کے تحریر کردہ جوابات جنگ میں شائع ہوتے رہے۔ بعدازاں ''آپ کے مسائل اور ان کے حل'' کے لئے ''جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن'' کے سابق استاذ اور ماہنامہ ''بینات'' کے مدیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کا انتخاب عمل میں آیا اور ۱۶ر جولائی ۲۰۰۴ء سے مسلسل چھ سال تک مولانا جلال پوری رحمہ اللہ فقہی سوالات کے جوابات آسان اور سہل انداز میں دیتے رہے، تا آنکہ ۲۵ر ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۱ر مارچ ۲۰۱۰ء کو آپ بھی ایک دینی سفر سے واپسی پر جام شہادت نوش کرکے اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے۔ ۱۰ر ستمبر ۲۰۱۰ء تک حضرت جلال پوری رحمہ اللہ کے تحریر کردہ جوابات شائع ہوتے

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

رہے۔ اب یہ کالم مخدوم ومکرم واُستاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر زید مجدہم کے سپرد ہے اور پوری آب وتاب کے ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جاری رکھے اور اس کے ذریعہ لوگوں کی دینی رہنمائی ہوتی رہے، آمین!

حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے بائیس سال تک جو مسائل تحریر فرمائے، وہ بڑے سائز کی آٹھ جلدوں میں تخریج، حوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ و سیٹنگ کے ساتھ شائع ہوچکے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ لئے گئے۔

حضرت شامزئی رحمہ اللہ کے ساڑھے تین سالہ تحریر کردہ فقہی جوابات بھی تخریج وحوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ وطباعت کے ساتھ دو جلدوں میں کئی سال پہلے منظر پر آگئے تھے اور وہ بھی بڑی دلچسپی سے لئے گئے۔

اب الحمدللہ! حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کے چھ سالہ مسائل کے جوابات اور فقہی مقالات پر مشتمل ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' تین بڑے سائز کی جلدوں میں بہترین تخریج و حوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ وسیٹنگ اور شان دار طباعت کے ساتھ منظر عام پر آگئے ہیں۔

میرا جیسا چھوٹا آدمی بڑوں کی تحریروں کا کیا تعارف لکھے گا؟ اور پھر بڑے بھی وہ بڑے کہ جن کے بڑوں نے اُن پر اعتماد کیا اور جو کئی صفات وکمالات کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ذمہ داریوں کو بیک وقت نبھانے والے تھے، مولانا جلال پوری رحمہ اللہ کو لکھنے کا خوب ملکہ اللہ نے دیا تھا، چناں چہ زیرِ نظر کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' جب میں لے کر گھر پہنچا اور اس کا مطالعہ شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ ماشاء اللہ! مرتبین نے بھی بہت عمدہ محنت کی ہے، حضرت جلال پوری شہیدؒ کی عمدہ اور رواں تحریر، پھر اس کی تخریج اور فقہی حوالہ جات، بحر فقہی مقالات، مت پوچھئے، کیا مزا آتا رہا! اس کتاب میں حضرتؒ نے فقہ اور مسائل واحکام کے زیرِ عنوان جو کچھ لکھا سب کا سب بہت عمدگی کے ساتھ موضوع وار اور ابواب وار جمع کردیا گیا ہے، بلاشبہ اس میں ایمانیات وعقائد سے لے کر معاملات ومعاشرت تک تمام ہی مسائل کے قرآن وسنت کے مطابق جوابات موجود ہیں۔ جدید مسائل پر بھی حضرتؒ نے قلم اٹھایا ہے، چنانچہ دورِ حاضر کے اہم مسائل میں سے اسلامی بینکنگ، انشورنس، ٹی وی پروگراموں میں علماء کی شرکت اور تصویر کا حکم ودیگر سودی وغیر سودی معاملات پر بھی جمہور اہلسنت والجماعت کے مؤقف کو واضح فرمایا ہے، اور جہاں ضرورت ہوئی وہاں طویل طویل تحریریں بھی لکھی ہیں، باطل فرقوں اور مذاہب کے بارے میں بھی قرآن وسنت کی روشنی میں سنجیدگی واعتدال کے ساتھ لکھا ہے، فقہی عمدگی کے ساتھ ساتھ آپ کے جوابات میں حکیمانہ اور ناصحانہ مشورے بھی شامل ہیں۔ الغرض! بہت ہی شان دار و جان دار کتاب ہے۔ حضرتؒ کے جانشین مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ، تخریج وحوالہ جات پر محنت کرنے والے مفتیانِ کرام مفتی عبداللہ حسن زئی اور مفتی محمد زکریا تینوں ہی حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک اہم دینی کام اور ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ یقیناً حضرتؒ کی روح خوش ہوئی ہوگی اور جو جو لوگ اس کتاب کو پڑھیں گے اُن کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ اُن کے نیک اعمال کے ثواب میں حضرتؒ کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا تینوں حضرات بھی شریک ہوں گے، یہ کیا کوئی کم فائدہ کی بات ہے؟ ہماری رائے ہے کہ مفتیانِ کرام، علماء عظام، طلبا، اہلِ ذوق اور عوام الناس سب ہی ضرور اس کتاب کو خرید کر مطالعہ کریں، ان شاء اللہ! معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ محسوس ہوگا کہ فقہی ذخیرہ میں ایک نیا اور شان دار اضافہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، عوام وعلما اس سے مستفید ہوں اور حضرتؒ کے درجات اللہ تعالیٰ بلند فرمائے، آمین!

میرے اکابر

رشحاتِ قلم: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔
جمع وترتیب وتہذیب: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ۔
صفحات: ۲۷۰۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، اردو بازار، کراچی۔

''تذکرہ وسوانح'' اہل علم وقلم کی تحریروں کا ایک اہم موضوع رہا ہے، چناں چہ اللہ کے نیک بندوں، علماء، اُدباء، اہلِ قلم، اہلِ تعلق، دوست احباب اور رشتہ داروں کی وفیات پر ہمیشہ سے تقریروں اور تحریروں میں تاثرات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے، بسا اوقات اس کی حد ایک مضمون اور ایک مقالہ تک رہتی ہے اور کبھی وہ ضخیم کتاب کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ مختصر اور طویل مضامین کی جب تعداد زیادہ ہوجاتی ہے تو وہ بھی ''شخصی خاکوں'' پر مشتمل ایک ضخیم کتاب کا روپ دھار لیتے ہیں، چناں چہ زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتی ہے۔

وفیات کے موضوع پر مرتبہ کتابوں میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کی ''یادِ رفتگاں''، جناب سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ کی ''کاروانِ رفتگاں''، مولانا عبد الماجد دریابادیؒ کی ''معاصرین''، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی ''پرانے چراغ''، مولانا سید محمد رابع ندوی کی ''یادوں کے چراغ''، مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی ''نقوش وتاثرات''، علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی ''بصائر وعبر (آخری حصہ وفیات)''، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی ''شخصیات وتاثرات''، مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی ''بزمِ حسین''، مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی ''نقوشِ رفتگاں''، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ کی ''مشاہدات و

تاثرات''، مولانا نور عالم خلیل امینی کی ''پس مرگ زندہ''، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی ''وہ جو بیچتے تھے دوائے دل''، مولانا ندیم الواجدی کی ''خدا رحمت کند'' بلاشبہ اپنے موضوع پر بہترین اور دلچسپی سے پڑھی جانے والی کتابیں ہیں۔

زیر نظر کتاب بھی اسی تاریخی سلسلہ کا تسلسل ہے، اگرچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ مذکورہ بالا مصنفین کے بلا واسطہ یا بالواسطہ استاد و مرشد کی حیثیت رکھتے ہیں، اس اعتبار سے آپ کا نام مذکورہ ناموں میں سب سے بڑھ کر اور فائق نام ہے، لیکن تکوینی طور پر آپ کی یہ کتاب ہمارے اس زمانہ میں منظر نامہ پر آرہی ہے، جس کا سہرا مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہم کے سر ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جہاں اور بہت سے موضوعات پر عمدہ سے عمدہ کتب تصنیف فرمائی ہیں، وہیں آپؒ نے اپنے اکابر کے تذکروں پر بھی مقالات ورسائل تحریر فرمائے، لیکن یہ رسائل کتابچوں کی شکل میں علیحدہ علیحدہ شائع ہوئے تھے اور اب نایاب تھے، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ زیدمجدہم نے ان رسائل کو تلاش کر کے اس کی عمدہ کمپوزنگ کرائی اور ضروری مقامات پر حاشیے لکھے، پھر مکتبہ رشیدیہ کے مالک جناب مولانا قاری تنویر احمد شریفی صاحب زیدمجدہ نے اس کو ذاتی دلچسپی کے ساتھ اپنے مکتبہ سے شائع کیا۔

اس کتاب میں حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہم اللہ پر حضرتؒ کے رشحات قلم کو جمع کیا گیا ہے، اللہ کے نیک بندوں کے حالات وسوانح میں ویسے ہی ایک چاشنی ہوتی ہے، پھر وہ حالات حضرت تھانویؒ کے قلم سے لکھے گئے ہوں تو بلاشبہ اس کی بات ہی کچھ اور ہے، اور ایسی تحریریں ''نورٌ علیٰ نور'' کہلانے کی مستحق ہیں، حضرت تھانویؒ کی یہ تحریریں سادگی وبرجستگی کے ساتھ ساتھ بہت گہرے لطائف و دقائق اور نایاب معلومات پر مشتمل ہیں، جن کو پڑھ کر ایک سرور وسکون محسوس ہوتا ہے اور آدمی اپنے کو ان اکابر کی مجلس میں بیٹھا تصور کرتا ہے۔

بلاشبہ ان بکھری اور نایاب تحریروں کو یکجا کتابی شکل میں لانا ایک اہم دینی خدمت ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور مولانا قاری تنویر احمد شریفی (زیدمجدہما) ہر دو حضرات کو جزائے خیر دے!

آخر میں ایک گزارش یہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک کتابچہ اپنے شیخ ومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے تذکرہ پر بھی تحریر فرمایا تھا، اگلے ایڈیشن میں اس کو بھی اس کتاب کا حصہ بنایا جاسکتا ہے۔ تبصرہ نگار: سیّد محمد زین العابدین، کراچی

(بقیہ:.....احمد پور شرقیہ کا حادثہ)

۴:... پنجاب کی موجودہ حکومت پر ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ اس کی ساری توجہ لاہور کی طرف ہے اور جنوبی پنجاب کو مسلسل نظرانداز کیا جارہا ہے، حکومت نے یہاں آکر اگرچہ حادثہ میں مرنے والوں کے لئے بیس بیس لاکھ اور زخمیوں کے لئے دس دس لاکھ دینے کا اعلان کیا، یہ ایک اچھا اور بروقت اقدام تھا، تاہم صحت اور تعلیم کے حوالہ سے کئی منصوبے ابھی تشنہ ہیں، ہسپتالوں میں مناسب طبی سہولتوں کا فقدان ہے، اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگوں میں احساس کمتری ختم ہو اور وہ اپنے مساویانہ حقوق کی حقیقت کو محسوس کرسکیں۔

۵:... اس حادثے کے موقع پر قرب و جوار کے دینی مدارس کے طلبہ اور علماء نے قابل تحسین کردار ادا کیا، زخمیوں کو ہسپتال تک پہنچایا اور خون عطیہ کرنے میں انہوں نے حصہ لیا..... اس طرح کے واقعات میں الحمدللہ پاکستانی قوم کے اندر ایثار و ہمدردی اور خدمت و اخوت کے اسلامی اوصاف بھی نظر آنے لگتے ہیں، عام لوگوں نے بھی زخمیوں کی مدد کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، یہ ہمارے اسلامی اور پاکستانی معاشرے کا ایک قابل قدر پہلو ہے، دینی مدارس کے طلبہ اور دینی جماعتوں کے کارکن بطور خاص ایسے موقعوں پر نمایاں خدمات انجام دیتے نظر آتے ہیں۔ لیکن بہرحال اس طرح کے حادثات سے بچنے کے لئے ہم سب نے مل کر قوم کے اندر ایک شعور بیدار کرنا ہوگا اور ملکی اور ملی سطح پر ایک احساس پیدا کرنا ہوگا کہ ایسے حادثات کے وقت من حیث القوم ہماری روش کیا ہونی چاہئے اور ہماری تربیت کا عکس کس طرح ہونا چاہئے..... ☆☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

من الظلمات الی النور

سکھ مذہب سے دینِ اسلام تک

قبولِ اسلام کی ایمان افروز روئیداد

پانچویں اور آخری قسط

خالد محمود (سابق یوٹیل لندن)

دستِ شفقت:

لہٰذا گھر جاتے ہوئے مجھے طرح طرح کے خیالات اور اندیشوں نے گھیرا ہوا تھا اور گھر پہنچنے تک میں ان خیالات و کیفیات میں کھویا ہوا تھا، میرے گھر چھوڑنے اور قبولِ اسلام کے حوالے سے گھر اور اہلِ خاندان کے دل و دماغ میں بے شمار اعتراضات و سوالات تھے اور میں گھر جاتے ہوئے راستے میں اپنے آپ کو ان اعتراضات وسوالات کے لئے تیار کر چکا تھا۔ بھائی شادی لال صاحب کے ساتھ جو مسلمان ساتھی بھائی سعید صاحب تشریف لائے تھے وہ راستے ہی میں ہم تینوں سے رخصت لے کر اپنے گھر چلے گئے، اب ہم باقی تین نفری جماعت جب گھر پہنچے تو بھائی خالد فاروق صاحب کو ایک الگ کمرہ دے دیا گیا، میں بھائی شادی لال صاحب کے ساتھ زنانہ خانہ میں بہنوں، والدہ صاحبہ اور خاندان کی دیگر بڑی بوڑھی عورتوں اور بچوں کو ملنے چلا گیا، ادباً میں ملنے کے لئے والدہ صاحبہ کے سامنے گیا تو قبولِ اسلام سے پہلے جس طرح والدہ صاحبہ دستِ شفقت میرے سر پر پھیرا کرتی تھیں اس دفعہ والدہ صاحبہ کی طرف سے ایسے کسی جذبہ کا اظہار نہ تھا، چنانچہ اس موقع پر میں نے از خود والدہ صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر رکھ لیا، گھر کی دیگر خواتین اور بہنیں یہ منظر دیکھ کر رونے لگیں اور خود والدہ صاحبہ بھی رونے لگیں اور طرح طرح کے سوالات میرے قبولِ اسلام کے حوالے سے حیرت اور طنز کے لہجے میں ہونے لگے، چنانچہ اس موقع پر بھائی شادی لال صاحب نے تنبیہ کا انداز اختیار کرتے ہوئے سب کو مجھ سے سوال و جواب کرنے سے منع کر دیا اور یہ بھی کہا کہ ابھی وہ ملنے کے لئے آیا ہے اور کل واپس چلا جائے گا۔ بہرحال رات گھر والوں اور رشتے داروں میں قیام کیا اور اس کے بعد صبح بھائی خالد فاروق کے ساتھ واپس کوٹ مومن آ گیا۔

> **”اے اللہ! میری موت سے قبل میرے اہلِ خانہ کو قبولِ اسلام کی توفیق عطا فرما دے۔“**

یہاں مدرسہ انوار مدینہ میں جناب قاری محمد اسلم صاحب سے ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم شروع کر دی، اس دوران مولانا عمر فاروق صاحب کا یہ نیک اور مبارک ارادہ زور پکڑ گیا کہ گھر اور خاندان کے دیگر سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو خود سے قریب کیا جائے اور اس قربت کے تحت ان کو دینِ اسلام کی دعوت دی جائے، لہٰذا مجھے مولانا عمر فاروق صاحب کے پاس ایک سال ہی ہوا تھا کہ مولانا صاحبؒ بھاگٹانوالہ (سرگودھا) تشریف لے آئے اور یہاں ایک مدرسہ ”جامعہ نعمانیہ“ کے نام سے شروع کیا۔ مولانا عمر فاروق صاحب کے ساتھ جامعہ نعمانیہ میں آ جانے کے بعد قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ میری ذمہ داریوں میں مزید دو باتوں کا اضافہ اس طرح ہوا کہ جامعہ نعمانیہ کے بعض انتظامی امور کی نگرانی اور جامعہ نعمانیہ میں زیرِ تعلیم آٹھویں تک کے طلبا کو عصری تعلیم کی دو گھنٹہ کلاس بھی لیا کرتا تھا اور پھر جامعہ نعمانیہ ہی میں، میں نے درسِ نظامی کے ابتدائی دو سال مکمل کئے، اس کے بعد مزید درسِ نظامی کی تعلیم و تکمیل کے لئے جامعہ امدادیہ فیصل آباد جا کر داخلہ لیا، یہاں سات سال تک میری دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، یعنی ۲۰۰۰ء میں، میں نے دورۂ حدیث تک پڑھا اور اسی سال میری دیگر ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ دستار بندی ہوئی اور اسی سال کے آخر میں، میں دیگر چند ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ جامعہ دارالعلوم کراچی (کورنگی) آ گیا اور ۲۰۰۱ء میں تخصص فی الدعوۃ الارشاد میں داخلہ لیا۔ یہ تخصص دو سالہ کورس پر محیط تھا، یہ کورس ۲۰۰۲ء میں مکمل ہو گیا۔

۲۰۰۳ء میں، میں جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں تخصص فی الافتاء (مفتی کورس) میں داخلہ لے لیا اور اس کورس کے تیسرے سال ایک مقالہ بعنوان ''فسخ نکاح، شریعت اور ملکی قوانین کے آئینہ میں'' مکمل کیا۔ کورس کی تکمیل پر دستارِ فضیلت بھی عطا کی گئی۔

تخصص فی الافتاء کا سال سوم تھا کہ بندہ نے کراچی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی میں داخلہ لے لیا تھا اور الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں بھی کامیابی عطا فرمائی اور پی ایچ ڈی مکمل کرنے کے بعد کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹر کی ڈگری سے نوازا گیا۔ یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کرم نوازی و احسان ہے۔

ان سارے تعلیمی سالوں کے ساتھ ساتھ ۲۰۰۵ء کے قریب اختتام میں میری شادی ایک دین دار گھرانے میں جناب ڈاکٹر فضل احمد صاحب (چائلڈ اسپیشلسٹ) کی صاحبزادی سے ہوئی۔ الحمدللہ! میری شریک حیات خود بھی عالمہ فاضلہ ہیں۔

آخر میں، میں اپنے قارئین کرام سے درخواست والتماس کروں گا کہ میرے لئے اور میرے اہل وعیال کے لئے استقامت کی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر دین اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز یہ کہ میرے خاندان اور رشتہ داروں میں جو لوگ ابھی تک دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو جلد از جلد ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عظیم خوشخبری:

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی انتہائی عظیم تمنا بھی پوری فرمادی ہے کہ ماہ شوال ۱۴۳۷ھ میں میرے والدین اور میرے بہن بھائیوں نے بھی دین اسلام کے سایۂ عاطفت میں پناہ لے لی ہے۔ بندہ کے قبولِ اسلام کے سترہ سال کے طویل صبر اور انتظار کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری وہ تمنا اور دلی مراد پوری فرمائی جس کے لئے اکثر وبیشتر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا تھا کہ:

''اے اللہ! میری موت سے قبل میرے اہل خانہ کو قبولِ اسلام کی توفیق عطا فرمادے۔''

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف میری یہ دلی مراد پوری فرمائی بلکہ بندہ کو ان کے قبولِ اسلام کا ذریعہ بھی بنایا اور ان کو کلمہ طیبہ پڑھانے کی سعادت بھی مجھے عطا فرمائی۔ یہ سب کچھ اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے، بندہ کا کچھ بھی کمال نہیں اور ان کے سابقہ نام تبدیل کرکے مبارک اسلامی نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ تمام زندگی دین اسلام پر استقامت عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر ہو، آمین! وما توفیقی الا باللہ!

☆☆..........☆☆

قادیانیت کے خلاف اُمتِ مُسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

تحقیق و تخریج شدہ جدید ایڈیشن

(۳ جلدیں)

ترتیب

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج

زیرِ نگرانی

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام، و مفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذُریت کے کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں، تحقیق و تخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

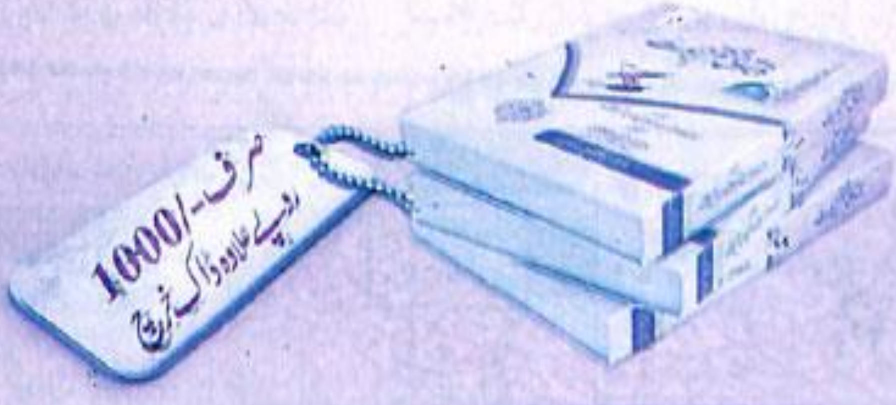

★ ختم نبوّت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات و مُبلّغین کے لئے معین و مددگار

★ دارالافتاء اور لائبریری کے لئے بیش بہا علمی خزانہ

★ عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق

★ علماء و طلبہ اور کارکنانِ ختمِ نبوّت کے لئے خصوصی رعایت

شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

021-32780337, 021-34234476

اسٹاکسٹ

مکتبہ لدھیانوی 18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115502